

سفر نامہ قسطنطنیہ

یعنی

میرے روزنامہ سیاحت ہے چند

مشتعل

بر حالات سفر بحری از اسکندریہ تا بقسطنطنیہ

مصنف

عالیجناب الحاج افضل العلماء نواب محمد حیدر اللہ خان نصاب
سرملیہ جنگ۔۔۔ بخادر ایچ۔۔۔ کیمر ج یونیورسٹی دبیر سٹریٹ

لکھنؤ

قائم پریس حیدر آباد دکن میں طبع ہوا

فہرست مضامین سفرنامہ قسطنطنیہ

نمبر صفحہ

ٹویڈیکیشن ۱۹۶۰ - CHICKEN

باب اول

۶ تا ۷

اسکندریہ سے سمرنا تک بحری سفر۔

باب دوم

۱۵ تا ۱۶

۱۶ تا ۲۳

شہر سمرنا کے حالات اور جزیرہ میٹلین تک کا سفر
جزیرہ میٹلین پر ایک ایتالی نظر اور قسطنطنیہ تک بحری سفر

باب سوم

۳۳ تا ۳۰

۳۱

۳۱ تا ۳۲

۳۳ تا ۳۶

قسطنطنیہ -

اسلام بول -

غلط -

پیرا -

باب چہارم

نمبر صفحہ

مسجد قسطنطنیہ -

مسجد اباصوفیا -

مسجد ایوب -

مسجد سلطان محمد فاتح -

مسجد بایزید -

مسجد سلطان سلیم اول -

مسجد شانہراہ -

مسجد سلیمانہ -

جامع احمدیہ -

سلاطین اور نماز جمعہ -

سلطان المعظم کے حضور میں باریابی -

ممالک اسلامیہ میں اخوت اسلامی -

باب پنجم

قصر قدیم -

عمارات -

۱۷

۱۷ تا ۲۷

۲۷ تا ۳۷

۳۷

۳۷ تا ۴۷

۴۷ تا ۵۷

۵۷ تا ۶۷

۶۷ تا ۷۷

۷۷ تا ۸۷

۸۷ تا ۹۷

۹۷ تا ۱۰۷

۱۰۷ تا ۱۱۷

۱۱۷ تا ۱۲۷

۱۲۷ تا ۱۳۷

نمبر صفحہ

۶۶ تا ۶۷

قسطنطنیہ کی عدالتین اور جدید یونیورسٹی -

پانچواں

باسفورس کے سمت ایشیائی کی سیر -

۶۶

۶۷

مسجد چنلی -

مسجد جامع - پہاڑ بلگرلو - یانیز ٹائن - سقوٹری -

۶۸

کوس کنوق -

۶۹ تا ۷۰

ہیلربی - کنیڈیلی - ونیکوئی -

۷۰ تا ۷۱

بیکوز - جبل شیاطین - اناطولی قواغ -

۷۱

باسفورس کے سمت یورپ کی سیر -

۷۲

مقبرہ خیر الدین پاشا -

۷۳ تا ۷۴

محل چراغان -

۷۴ تا ۷۵

مسجد حمیدیہ -

۷۵ تا ۷۶

سجدنی والدہ - بیک - رابرٹ کالج -

امیرگان - آبنائے استینہ - نی کوئی - طرابیہ -

۷۶ تا ۷۸

بیوک - رہ - روا -



نمبر صفحہ

باب ہفتم

۸۱ تا ۹۱

۸۱ تا ۸۶

" "

قصر شاہی طرہ باغچہ -

قصر لینڈ تحفہ سلطانی -

اخبار عربی کلمۃ الحق کا اڑیکل قسطنطنیہ سے روانگی -







Al-Ha' Afzalul Ulema Navio Sa'atunio '12 Ba'adu
 M. Hamred Ullah Kari M. anab
 L. CH. J. C. A. D.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ریکیشن

میں اپنے اس ناچیز سفر نامہ قسطنطنیہ کو اُن جانناز شہداء اور مردانِ باوجود
کے ناموں پر جنہوں نے اپنے ملک و قوم کی عزت رکھنے کی خاطر اپنی عزیز جانیں
جنگ میں قربان کی ہیں اور اس وقت جتنے غم میں اخوت اسلامی کے باعث مسلمان
روئے زمین مغموم اور اندوہگین ہیں معنون کرتا ہوں۔

الحاج محمد حمید اللہ سر بلند جنگ افضل العلماء

ایم۔ اے (کیمرج یونیورسٹی) و

بیرسٹریٹ لالکتہ ان

سفرنامہ قسطنطنیہ

ایمنی

میرے روزنامہ سیاحت کے چند صفحے

مشتمل

برحالات سفر کجری از اسکندریه تا بقسطنطنیه

3. 2. 2.

ماہنامہ الحاج انصاری، علمائے اہل سنت و جماعت، پتہ: ۱۰/۱۱، لاہور۔
سر بلند رنگ بھادراچیم، اے کیمرن اینڈ سونے، لاہور۔
لکھنؤ

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں طبع ہوا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اول

اسکندریہ سے سمرنا تک

گر و سفرم توئی رفیق سفرم

القصہ بہر کجا کہ باشد گزرم

جز تو نبودی ہج پہاہ دگرم

۱۹۱۰ء
۱۹ جنوری

ہم مصر قدیم اور تاریخی شہر اسکندریہ کو الوداع کہہ کر خدیو یسٹل کے جہاز ایتھلیس نامی پر سوار ہوئے۔ مسافروں کی تعداد درجہ اول میں تقریباً بارہ تھی مگر درجہ دوم اور تیسری میں آدمی بکثرت تھے۔ اتفاق سے آج سمندریں غیر معمولی تلاطم رہا۔ چنانچہ مسافروں کا ٹوکیا ذکر خود جہاز کپتان اور انجینیئر بھی اس بحرِ خوار کی تلاطم موجوں کے شاک کی تھے۔ اور بہین اس موقع پر حفاظ کا یہ شعر بار بار یاد آتا تھا۔

شب تاریک و بیم موج گرد ابو حنین جاں
کجا دانند حال با شکران ساطہا

غرض کہ اس طوفان موج افزا کے باعث دو روز تک تمام مسافروں کو کھانا پینا مشکل ہو گیا۔ اور ایسے بہت کم اشخاص تھے جو کھانہ میں شریک ہوئے ہوں۔ آخر کچھ عرصہ تک اسی حالت میں رہنے کے بعد بہین کی کیکس اور سکر اپسٹ کی مشہور اوڈو حلوان پہاڑیاں اپنی

ایک جزیرہ ہے۔

Caxo.

۱

ایک جزیرہ ہے۔

Scarpent.

۲

وائین جانب اور جزیرہ کرٹیٹ کے پہاڑ بائیں طرف نظر آئے۔ ان کے علاوہ بہین بعض ایسے جزیرے بھی ملے جو اپنے کسی نہ کسی تاریخی واقعات اور مذہبی حکایات کے باعث مشہور اور اپنی خوبصورتی۔ خوشنمائی۔ و دل فریبی کی وجہ سے قابل ذکر ہیں ان میں سے ہمارے سیدھے ہاتھ کی طرف سینٹورن۔ سیفانو۔ پولو کی کینڈرو۔ سرفو۔ تھرمیا۔

۱۷۔ Santorin. یہ جزیرہ کرٹیٹ کے ساتھ مل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کی نسبت مشہور ہے کہ آگ کے ارگوناتس Argonauts نے ٹی کا ایک ڈھیلہ پھینکا تھا اس سے یہ بن گیا ہے۔

۱۸۔ Siphnos. یہ ایک پہاڑیوں کا سلسلہ ہے جو جزیرہ کے ساتھ ساتھ چلا گیا ہے۔ اس کی سب سے اونچی چوٹی پر سینٹ الیاس کی خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ اور اس کے مشرقی جانب پنڈگادون آباد ہیں

۱۹۔ Polykandro. اس جزیرہ میں بہت بڑا غار ہے یہاں بہت سے طاق بھی زمانہ قدیم کے بنے ہوئے ہیں اور لاطینی زبان کے یہاں برستے کتبے موجود ہیں۔

۲۰۔ Serpho. اس کی نسبت یہ تصدیق کیا جاتا ہے کہ وائینی اور پرسیس نے یہاں سے کچھ لوہا انجمن بھیجا تھا۔ اور ایک یہ بھی افسانہ مشہور ہے کہ اس جزیرے کے منڈک گوشت گئے ہوئے ہیں۔ تھرمیا۔ اب تھرمیا نہیں۔ لیکن زمانہ حال کا سرفو اس کے قریب ہی آباد ہے۔

۲۱۔ Thermenia. زمانہ قدیم میں اس جزیرے کے بندرگاہوں کے درمیان پہاڑی پر ایک شہر آباد تھا۔ اب اس کے آثار باقی رہ گئے ہیں۔

زلیا میسکر ونسی۔ اور یائین جانب میسکو اور سینٹ جارج کے

۱۰ Tzia. یہ جزیرہ لاس نیو Cape Sumiun سے تیرہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکی جیلا
انجیر مشہد۔ ریشم ہر سال دوسرے مالک کو بکثرت جاتی ہے۔ یہاں کا پانی بہت خوشگوار ہے۔

۱۱ Macronisi اسکا قدیم نام ہینا Helena بھی ہے اسکی نسبت یہ روایت مشہور ہے کہ

یہاں ہیلین Helen نے جہاز سے اتر کر قیام کیا تھا۔ یہ شاہ قسطنطین کی ماں تھی۔ اقسیر قسطنطیس نے

فریقہ ہو کر شادی کی تھی جب تک یہ اپنے وطن تھینیا Bithynia میں رہی یہ بھی اسکے ساتھ وہیں

رہنے لگا۔ لیکن جب یہ اپنے پایہ تخت میں آیا تو اس نے کھد ہینا کو ملا کر دیکر میکسیڈین ہرکلیس

Maximilian Hercules کی لڑکی تھیوڈورا Theodora سے شادی کر لی اور غریب

ہینا اپنی زندگی عبادت و ریاضت میں بسر کر لگی۔ قسطنطین اپنی ماں کی بڑی عزت کرتا تھا۔ چنانچہ جب یہ

تخت نشین ہوا ہے تو اس نے سب سے پہلے اپنی ماں ہینا کو اغطس کا خطاب دیا تھا۔ ہینا نے اسی سال کی

عمر میں مقدس صلیب کی تحقیقات کر نیکے لیے ملک شام کا سفر کیا اور وہیں اسکا انتقال ہو گیا۔ مگر اسکی

نفس روم میں لائی گئی۔ اسکی جائے پیدائش آئندہ اسکی نام سے مشہور ہو کر ہیلینوپولس مشہور ہو گیا۔

۱۲ Melos. یہ جزیرہ مقابلہ دیگر جزائر کے زیادہ فاصلہ پر مغرب کی طرف واقع ہے

لیکن بادی النظر میں کریٹ سے متصل معلوم ہوتا ہے۔ اسکا طالیس اسکا نام ظفر یا کھاتا ہے

یہاں گندک کے چشے اور بعض مقامات پر گرم گندک کے قطعات زائین میں۔ یہ بھی بیان کیا

جاتا ہے کہ اسکے قریب ہی ایک مقام پر سمندر کا پانی گرم کھوتا ہوا ہے۔ یہاں کے باشندے بہت ہی معافی مند ہیں

۱۳ St. George. مجمع الجزائر کا ایک مشہور جزیرہ ہے۔

جزائر تھے۔ تیسرے دن چین ملک یونان کا وہ حصہ بھی دکھائی دیا جس کو راس کلونا کہتے ہیں اس کے بعد راس سٹونیم جیسے مشہور مصر وادی کے مندر کے ہنوز کچھ نشانات باقی ہیں۔ نظر آئے۔ اب ہمارے جہاز کے مقابل بیٹیس کی بند پہاڑی تھی اور قریب ہی جزیرہ پلوپارائیٹ ہاؤس (مینارو روشنی) رہنمائی کے لئے کھڑا تھا۔ اس وقت ہمارے بائیں جانب جزیرہ ایجیٹا اور سامنے پہاڑ کی چوٹی پر اہل دینس کا آباد کیا ہوا شہر کو منڈراش ہے اور دامن کوہ میں ہمارے دائیں جانب شہر فالیرم ہے۔ اب یہاں سے ہمارا جہاز مڑا اور اس کے طرے ہی ہیکو

Cape Colona. ۱

Cape Sunum. ۲

اہل یونان کی دیویوں اور دیوتاؤں میں سے یہ بھی ایک شہر دیوی ہے۔ Minerva. ۳

یہ پہاڑ نیلگون سنگ مرمر کا ہے شام کی وقت آفتاب کے غروب Hymettus. ۴

جو نئے کا سامان اور اس کی شاعروں کا ازغوانی رنگ جس سے یہہ دشت و جبل منور ہو جاتے ہیں۔

نہایت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت آفتاب کی روشنی کا خوشنادرنگ ڈینگ کے تمام رنگوں کو

مات کرتا ہے اور اس کا نظارہ بہت ہی پُر لطف معلوم ہوتا ہے۔

ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ Pleona. ۵

یہ ایک جزیرہ ہے۔ Egina. ۶

Counoundouras. ۷

Phalerum. ۸

بندر گاہ پارٹیس اور اوسکا تنگ راستہ نظر آنے لگا۔ بندر گاہ کے بائیں طرف خلیج
 پیلیمس ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں دارا گتاسپ نے کھڑے ہو کر حسرت دیا
 اپنے جہازوں کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہہ جگہ خلیج کریچس کے دائیں جانب واقع
 ہے یہم بندر گاہ پارٹیس پر طوفان کیوجہ سے چند گھنٹے بعد بچنے۔ اور چونکہ یہیں یونان میں دو بارہ
 آنا تھا اسلئے یہاں نہ اترے۔ بالآخر تھوڑی دیر توقف کر کے بعد ہمارا جہاز نلگاہ سے
 روانہ ہوا۔ جزیرہ سالاس اور اجینا پر غروب آفتاب کا منظر بہت ہی دلکش تھا۔ اب ہمارے جہاز نے
 راس کلونا کا چکر لگایا اور یہیں اپنی دائیں جانب جزیرہ زیانظر آیا اور بائیں جانب خلیج اٹلانٹیکا
 راستہ دکھائی دیا۔ اسوقت ہم آبنائے ڈوروس میں داخل ہوئے ہیں اور اب ہمارے دائیں
 جانب جزیرہ اندروس اور بائیں طرف جزائر نگر و پامینٹس میں جزیرہ نگر و پامینٹ یونان کا
 سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اسکے اور یونان کے درمیان ایک آبنائے حایل ہے جس کی چوڑائی تقریباً

۱۰	Pireus.	یہہ مقام اتینہر بندر گاہ ہے۔
۱۱	Salamis.	یہہ خلیج ہے۔
۱۲	Kareochin	یہہ خلیج ہے۔
۱۳	Atalanta.	خلیج اٹلانٹیکا ایک مشہور خلیج ہے۔
۱۴	Doro.	یہہ ایک مشہور آبنائے ہے۔
۱۵	Andros	یہہ ایک مشہور جزیرہ ہے۔
۱۶	Negroponte	یونان کا سب سے بڑا اور مشہور جزیرہ ہے

تشریف ہے اور اب اس آبنائے پر ایک پل تعمیر کر دیا گیا ہے۔
 دوسرے روز ہم صبح کیوقت جزیرہ سارا اور جزیرہ کیوس کے شمالی کنارے
 کے قریب ہو کر گزرے اور پھر ہم سمرنا کی خوبصورت خلیج میں داخل ہو گئے۔ اسوقت
 ہمارے جہاز کی رفتار کیقدر آہستہ ہو گئی ہے۔ اور اب ہمیں دور سے خشکی کے آثار دکھائی
 دے رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ہمارا جہاز کنارہ سمندر سے کچھ دور لنگر انداز ہوا۔ لوہا ترکی کا
 مشہور شہر سمرنا آگیا۔ اور ہم کشتیوں میں سوار ہو کر سال پر گئے۔ ساتھ ہی اس شہر کی سیر
 کر نیکاول میں اشتیاق پیدا ہوا۔

باب دوم

شہر سمرنا کے حالات، اور جزیرہ شیلین تک کا سفر

زمانہ قدیم کے اس مشہور شہر پر چشم نشاق نے ایک سرسری نظر ڈالی مگر دور سے
 ہمیں اس کا منظر بہت ہی خوفناک معلوم ہوا۔ اس وقت ہم جدھر نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں
 وہاں ہر جہاں ہر جہاں کی ٹنکٹہ دیواریں ہیشمار ٹوٹے چھوٹے مقبرے اور ٹیلے دکھائی دی
 رہے ہیں۔ اس عبرتناک نظارہ کو شاہدہ کر نیسے ہمارے دل پر خاص اثر ہوا۔ اور ہمیں یہاں
 پر سیاہ کھنڈروں نے زبان حال سے اپنی تمام سرگزشت پڑھ سنائی لیکن کچھ دور
 چلنے کے بعد اور شہر میں داخل ہو نیسے قبل ہی یہ منظر نظروں سے غائب ہو گیا۔ پانچ جہاں
 ساتھ سمندر کے قریب اہل یورپ کی آبادی نظر آئی اور ٹریکم کا چلتی ہوئی دکھائی دی۔

سمرنا نبلج حمیدیہ کے اندرونی جانب واقع ہے۔ اور ملک روم کے تمام شہر و نین اسے خاص امتیاز حاصل ہے اور دوسرے نمبر کا شہر ہے سمرنا کے متصل ہی ایک ایسا چشمہ روان ہے جسکا علی الدوام جاری رہنا اس بات کو یاد دلاتا ہے کہ یہ زمانہ قدیم کا دریا کے میلے ہے جس کے کنارے کے قریب کی زمین سے مشہور شاعر ہومر جو نظم ہونانی کا ماہر تھا اوٹھا تھا۔ اور اسی وجہ سے صوبہ سمرنا کو اس فصیح البیان نامی گرامی شاعر کی جائے پیدائش ہونیکا دعویٰ اور فخر حاصل ہے۔

کہتے ہیں کہ اس مشہور شہر کی بنیاد ولادت مسیحی سے گیارہ سو برس قبل رکھی گئی تھی اور یہاں صد ہا سال تک یونان کے مشہور خاندان لیسیائیے بادشاہ حکمران رہے ہیں مگر جب سکندر اعظم نے اسے فتح کر لیا تو اس نے شہر سمرنا کو از سر نو جو وہ شہر سے تین میل کے فاصلہ پر کوہ پگیس پر آباد کیا تھا۔ اور یہ اس زمانہ میں بمطابق سبالت کے بہت ہی پرورد شہر بن گیا تھا۔

موجود زمانہ کے شہر سمرنا کو قدیم شہر سے تین میل کے فاصلہ پر شاہ انیٹیکونس اور لسی میکس نے اس موقع پر جہاں کہ آج وہ ہمارے پیش نظر ہے آباد کیا تھا۔ یہہ جدید شہر

۱۔ Meles. یہہ ایک دریا کا نام۔ ہے۔

۲۔ Lydia. یونان کا یہہ ایک مشہور خاندان تھا جس میں بہت سے بادشاہ گزرے ہیں۔

۳۔ Mt. Pague یہہ ایک مشہور پہاڑ ہے۔

۴۔ Antigonus. and Lysimachus.

رومیوں کے عہد میں بہت جلد ترقی کر گیا۔ اور میٹروپولس کے نام سے مشہور عالم ہوا اس زمانہ میں شہر سمرنا کی رفیع الشان عمارتیں آسمان سے باتیں کرتی تھیں۔ یہ علم و فضل کا گھر تھا۔ حکمت کے دفتر یہاں کھلے تھے۔ ادویات کے مدرسے یہاں موجود تھے۔ اور دولت کے لحاظ سے شہرہ آفاق تھا۔ رومیوں کے عہد میں مذہب عیسوی کو ابتدا ہی میں یہاں سرسبز حاصل ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس زمانہ میں سینٹ پولی کارپ سمرنا کا دوسرا بپ متقرر ہوا تھا جو ۳۵۷ء میں چھبیسویں برس کی عمر میں شہید ہوا۔ اسکی قبر ہنوز مقام اسٹیلیمین تیار گاہ بنی ہوئی ہے۔

جب رومیوں کی سلطنت کو زوال ہوا۔ اور ان کی حکمت منقسم ہونے لگی تو سمرنا نے اہل مشرق کا خیر مقدم کیا۔ چنانچہ ۳۹۵ء میں محمد بن عبداللہ ایک عرب سردار نے اعلیٰ کے حکم کے تحت اس شہر پر بحری حملہ کیا۔ لیکن ۳۹۵ء کے کچھ عرصہ بعد اس پر ایک ترکی افسر نے اپنا قبضہ کر لیا پھر ۴۰۸ء میں جان ڈوکس واماٹرس شاہِ نرطامن نے اسے اپنے تحت تصرف میں لیکر کوہِ مگیس پر ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ چودھویں صدی کے آغاز میں جب دولت سلجوقیہ معرضِ زوال میں آئی ہے تو اسوقت ملک عضد الدین رار غزل حصار نے اپنی ایک جدا خود مختار سلطنت قائم کر لی اور شہر سمرنا اس کے ظل تحت

St. Polycarp.

۱۵

John Ducas Vataizes.

۱۶

Byzantine.

۱۷

مین آگیا مگر ۳۴۲ء میں جزیرہ رھوڈس کے نائٹس نے شہر مذکور کی حکومت کا جو اسے کنڈوچر رکھا۔ تین سال بعد ملک عضد الدین کے پوتے ملک عمر نے نائٹس کو بار حکومت سے سبکدوش کر دیا۔ لیکن اس شہر پر سے ان کا قبضہ اوشادینے کی غرض سے بہت کچھ فکر میں کہیں۔ مگر پاؤں مارے۔ مگر نتیجہ یہ نکلا کہ غریب کی جان عزیز بھی ضائع گئی۔ پھر ۳۵۲ء میں تیمور لنگ نے اس شہر پر حملہ کیا اور آخر ایک سخت لڑائی کے بعد یہاں کے نائٹس کو قلعہ سے مار جگایا تیمور کی واپسی کے بعد ۳۵۲ء تک ملک جینید یہاں حکمران رہا۔ جب سلطان مرثدانی فی ملک عضد الدین کی کل مملکت فتح کر لی تو شہر سر بھی فتح کر لیا۔ قبضہ میں آگیا۔ انقلاب زمانہ کے بیدرواہاتہر ہمیشہ سے اس شہر کو تہ و بالا کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بھی ایک حالت پر قائم نہیں رہا۔ ہر زلزلہ نے اسے تباہ کیا ہے۔ لڑائیوں نے اسے بگاڑا ہے۔ مگر سخت جان سمرنا اب بھی ایک سربراہ و رہنما ہے۔ یہاں ہمیشہ زلزلے خصوصیت کیساتھ آتے رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۶۸۸ء اور ۱۸۰۷ء کے درمیان اس شہر میں کئی مرتبہ زلزلے آئے۔ اور قریب تھا کہ یہ تباہ ہو جائے مگر بادشاہ وقت مارکس اولیئس کی کوشش نے اسے بربادی سے بچالیا۔ ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۱ء کے زلزلے بھی بہت ہی خطرناک اور تباہ کن تھے۔ اور اب بھی کوئی سلا ایسا نہیں گذرتا ہے جو یہاں تھوڑے بہت زلزلے نہ آتے ہوں۔ اس لیے ہمارے دنوں نے یہاں کی عمارت کا طرز ہی بدل دیا ہے۔ یعنی سکانات کی دیواریں تختہ تعمیر کر کے مزید استحکام و حفاظت

Rhodes.

Marcus Aurelius

کیغرض سے اندر کی جانب لکڑی کا کام کرتے ہیں۔

شہر میں تقریباً چالیس مسجدیں ہیں۔ مسجد حصار جامع جو بازار میں ہے یہ سب بڑی ہے لیکن یہ زمانہ حال کی تعمیر کی ہوئی ہے۔

باشندگان شہر کا جچان تعلیم کی طرف بہت ہے۔ اور یہاں رفاہ عام کیغرض سے جا بجا مدرسہ قائم ہیں۔ مشنری اسکول بھی بہت ہیں۔ خاصکر امریکن اور اسکپس مشن لے ٹر کے اور اور لڑکیوں کے مدرسہ اپنے اپنے جدا کھول رکھے ہیں۔

اس وقت شہر سرنگی آبادی تقریباً تین لاکھ کی ہے اور یہہ لحاظ اپنی آبادی کے مختلف

حصوں پر تقسیم ہے۔ ترک اور یہودی ہنوز اپنے مشرقی طرز پر قائم ہیں۔ اور ملے جلے کو بنگیس کی طرف بہتے ہیں۔ ارمینی شہر کے مشرقی جانب آباد ہیں۔ سسٹہ ایک آتش روگی نے انکے محلہ کو بالکل ناکر دیا ہے۔ اور اب رفتہ رفتہ یہاں کی عمارتیں بہت ہی باقاعدہ بن گئی ہیں۔

سیٹل سٹیفن کا عظیم الشان گرجا اور آرمینی سٹیل کیتھیڈرل کی شاندار عمارتیں جو

یہاں ہیں وہ اپنی زینت اور بلندی کے باعث دور دور تک سے دکھائی دیتی ہیں۔ یونانیوں کا محلہ فرنیکیٹ اسٹریٹ کی مشرقی سمت کی قدر بلندی پر واقع ہے۔ یہاں سینٹ جان کا گرجا

St. Steph. - ۵۱

Armenian Cathedral - ۵۲

Frank Street - ۵۳

St. John - ۵۴

مجی ہے۔ اس کے متصل ہی ترکون کا ایک محلہ ہے اسے اپا تو محلا کہتے ہیں۔ عام راستے یہاں سنگ ہیں۔ شرکون پر پتھر کا فرش ہے۔ گاڑیوں کی یہاں کی نہیں۔ ہر وقت مل سکتی ہیں۔ بازار بھی متعدد ہیں مگر فرینک اسٹریٹ میں بڑی بڑی دکانیں ہیں۔ ایک دوسرا مشہور بازار اسٹریٹ کے قدیم ہندو گاہ کا ہے۔ یہاں ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ اجینی آدمی کیلئے شہر کے بازار خاصی بھول بھلیاں ہیں۔ ان میں سے بعض مقف ہیں اور بعض کھلے ہوئے ہیں۔ یہاں کے سوداگر عجیب و غریب پوشاکیں پہنتے ہوئے دکانداری کرتے ہیں۔ یہ مختلف زبانیں جانتے ہیں۔ اور بڑے ہی لسان ہیں۔ ہم نے بعض نام یہاں ایسے سنے جن سے ہندوستانیوں کے کان بھل ناکشما ہیں۔ مثلاً یہاں کے ایک سوداگر کا نام ایچ جی اکر جاہ زادی ہے۔ ایک دوسرے شخص کا نام جیگا لائیز نو س ہے۔ یہاں اٹلین کو بسہانی اور دروازہ کو چورک کا پلو کہتے ہیں۔

یون تو سمرنا کے قدیم باشندے بہت سی زبانیں بولتے ہیں۔ مگر اب فراہسی زبان اہل سمرنا کی عام زبان ہو گئی ہے۔

اس شہر میں دو ریلوے لائنیں ہیں۔ ایک قصابہ سے دونوں ساٹھ کیلو میٹر کی لائن افیئم کارا حصارتک گئی ہے۔ اس کی ایک اور شاخ بھی نکالی گئی ہے جو ساٹھ چھانوے میل کی ہے۔

دوسری ریلوے لائن دو سو پچیس میل کی اوین سے دیتا رنگنی ہے جس
ایک اور شاخ سارے چٹائی میل کی لمبی ہے۔

ہم داوی سینٹ این کے مشہور اسٹیشن پر ٹیڈائز دہشت ایک ریل میں بٹھکر گئے۔
ہم نے ڈاننا کے نہایت عمدہ عجیب دیکھا جو بہت ہی خوشنما ہے۔ اس چشمہ کے قریب سمرنا کی کسپنی
آرستانی نے ۱۹۳۷ء میں خزانہ آب بنایا ہے۔ پہلے اس چشمہ کے پانی سے ایک تالاب
بن گیا تھا۔ جہاں کچھ تو پانی بہہ کر اس تالاب میں جمع ہو جاتا تھا اور کچھ حصہ پانچا بیان کے باغات
کو سیراب کر کے اس پاس کی زمین کو دلدل بنا دیتا تھا۔ اب اس چشمہ کا پانی باشندگان
شہر کی پیاس بجھاتا ہے۔ اور اس سے تشہ و مہنوں کے گلوے خزانہ سیراب ہوتے ہیں۔

ہم نے سمرنا کے مشہور کاروان کے پل کا بھی نظارہ دیکھا۔ یہ اپنی قدامت کے باعث
آج تک شہرہ آفاق ہے۔ رومیون نے حضرت علیؑ کی ولادت کے ایک سو اسی سال قبل جبکہ
صوبہ ایشیا کا ایک بڑی شکر پرگامش سے اپانیشیا سی بطوس تک بنائی تھی۔ اُس وقت
یہ پل بھی تعمیر کیا تھا۔ گارنیز کے اوپر نیچے کی دیواریں جو تعمیر کی گئی ہیں ان کی نسبت گمان ہو کہ

یہ ایک مشہور قصبہ کا نام ہے

Aidin.

۱۔

یہ ایک قصبہ کا نام ہے جہاں ریلوے اسٹیشن ہے

Dineir

۲۔

یہ ایک مشہور اسٹیشن ہے

Paradise.

۳۔

زمانہ قدیم کا یہ ایک مشہور مقام ہے

Pergamons.

۴۔

یہ زمانہ قدیم میں صوبہ ایشیا کا ایک مشہور شہر تھا۔

Apameacilut as.

۵۔

یہ پہلی صدی عیسوی کی ہیں۔ پُل کاروان کی سیر کر نیسے تمام شہر کا نقشہ آنکھوں میں بچ جاتا ہے۔
 کھوڑا گاڑی میں اگر سیر کرنے کے لیے جاؤ تو بڑے بڑے بازاروں کی سڑکوں پر سے جھکا
 فرش سنگین ہے گز رنڈا پڑتا ہے۔ راستہ میں میگالا ٹیورٹس پڑتا ہے۔ شام کی وقت یہاں
 خاص ہل ہل رہتی ہے۔ اور یہاں کا نظارہ نہایت ہی دل فریب معلوم ہوتا ہے۔ ریل جاری
 ہر نیسے قبل پُل سے اترتے ہی اُس مقام پر جہاں قافلے ٹھہر کر تے تھے ایک دلکش وسیع
 میدان ششماہرین بنا گیا تھا۔ یہ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کے مشاہدہ کر نیسے
 دل کو خاص فرحت حاصل ہوتی ہے۔

میں نے سمجھنے کے لیے اُن آثار قدیمہ کو بھی ایک نظر دیکھا جن میں اب گروش دہر رفتہ رفتہ نیست
 نابود کرتی جا رہی ہے اور جن کے کھنڈر قریب عبرت بن گئے ہیں۔

شہر نیپاہ کی استحکم دیواریں جن پر اگلے زمانہ میں خوشنما برج بنے ہوئے تھے۔ آج وہ اپنی
 شکستہ حالی کا مرنیہ پڑہ رہی ہیں۔ شہر نیپاہ کے بڑے بڑے دروازے زمانہ قدیم میں خاص
 خاص ناموں سے نہایت تھے ان میں سے ایک کا نام تھیبت نیک گذر فورچون تھا۔ مگر اس دروازے
 کی خوش قسمتی بدقسمتی سے بدل گئی۔ اور اب نام ہی نام رہ گیا۔ دوسرے دروازہ کا نام مبارک
 سا رہا ہے۔ لیکن اس کی نصیرے میں ہیں اور روز بروز کمایا کر نشان بھی نہ رہا۔

یہ ایک مشہور بازار ہے۔

Negala Tavernier

۱۰

یہ ایک دروازہ کا نام ہے۔

Good Fortune

۱۱

یہ ایک دروازہ کا نام ہے۔

Happy-Year

۱۲

رومیوں اور یونانیوں کے دیوتاؤں کے مندر بھی تھے۔ جہاں قدیم زمانہ میں بڑے بڑے
 ان کے بزرگ ہر وقت یہاں ریاضت و عبادت میں مصروف رہتے تھے اور لوگ
 خوش اعتقاد ہی اور ضعیف المذہبی کے نشہ میں سرشار تبوں کی پرستش کو نجات اور
 شب و روز اپنے اپنے دیوتاؤں کو خوش کر نیکی کے لئے اُن کی حمد و ثنا کے گیت گایا کرتے تھے
 ان کے علاوہ یہاں شاہان روم دیوانان کے وہ وہ عالیشان قصروں کے چو اپنی زیبائش
 و آرائش کے باعث اُس زمانہ میں بہت ہی متکبر و جرات مند تھے مگر

زیہار از دو گیتی و انقلاب روزگار

در خیال کس نہ گشتے مکان چنانچہ جہنم

اس وقت کیسکو یہ خیال بھی نہ آتا تھا کہ ایک دن ایسا ہی آئیوالا ہے کہ یونانیوں کی حکومت اور
 رومیوں کی حکومت سب رخصت ہو جائیگی۔ چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی مند جن میں
 کبھی مقدس گیت گائے جاتے تھے اب وہ ہمارے ہو گئے ہیں اور اُلٹو بول رہے ہیں۔ ان کے
 قلعے اور محلات گنڈر بن گئے ہیں اور ان میں اب کچھ بچے رہے ہیں۔

اس وقت حوادث عالم کے درد انگیز خیانات نے اس درجہ ہین متاثر کیا کہ مباحثہ
 ہا۔ ہی زبان سے یہ شعر نکلا۔۔۔

پر وہ داری میکند بر قصر قیصر غنکبیت

پہنلو بت می زند بر گنبد خراسیاب

اتہ ہمہ کے نام کی اتہہ اس کی یادگار بھی باقی ہے۔ زمانہ قدیم کے وسیع تھپڑ کے

بھی آثار ہیں۔ ان کے علاوہ وہ یونانیوں اور رومیوں کی گذشتہ عظمت کے نشانات کچھ اور بھی موجود ہیں جو ابھی تک اپنے بانیوں کے جاہ و جلال کو ثابت کر رہے ہیں۔ ہم یہاں کی سیر سے فارغ ہو کر اور ولپہ خوشی اور ملال کا اثر لیکر سمرنا سے رخصت ہو چکے تھے پھر ساحل سمندر پر پہنچے۔ اب روانگی جہاز کا وقت قریب ہے مسافر سوار ہو رہے ہیں۔ ہم بھی اپنے کمرہ میں جا کر بیٹھ گئے۔ ہمارے ساتھ رشتہ بے حیثیت انجینئر جہاز ریلوے مسٹر ڈسٹر ٹری ٹوبلیو میک لینین۔ کینیٹ لندن مسٹر ڈسٹر ٹرکس گڈ ساکن جاک متحدہ امریکہ۔ اور مسٹر ریان بھی جو اسکندریہ سے سوار ہوئے تھے۔ اور جن سے ہماری ملاقات راستہ میں ہو گئی تھی۔ سفر کر رہے تھے۔ اب رات کا وقت ہے اور عجب ہوکا عالم ہے۔ آسمان کے روشن ستارے سطح سمندر پر اپنی مدہم روشنی ڈال رہے ہیں اور تاروں کی تیز لورانی شعاعیں دور دور کے مقامات کے دکھانے میں ہماری نظر کی ہنوائی کر رہی ہیں۔ اسی طرح پیہم چند گھنٹے ٹھنڈے کر چکے ہیں۔ ہم خبریہ ٹیلیگراف جسے لباس بھی کہتے ہیں۔ پہنچے۔

Mr and Mrs D.W Macclennan, Agent, London. ۵۰

Mr and Mrs Tenelle Osgood of America. ۵۱

Mr Ryan. ۵۲

MityJene. ۵۳

Lesbos. ۵۴

جزیرہ ٹیلیئن پر ایک لاجالی نظر اور قسطنطنیہ تک بحری سفر

ٹیلیئن جہاں اس وقت ہمارا جہاز ٹھہرا ہوا ہے یہ مجمع الجزائر کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اور اسے ہم اپنے کمرہ کی کھڑکی سے دیکھ رہے ہیں۔ اہل جنیوا کا مشہور قلعہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اور اس وقت بخوبی نظر آ رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ٹیلیئن نہایت خوش نما جزیرہ ہی اور یہ اپنی قدامت اور نیز تاریخی حیثیت سے ایک قسم کی خاص خصوصیت رکھتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اسے ایرانیوں نے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے پانچ سو چالیس سال قبل فتح کیا تھا مگر چار سو پانچ سال قبل مسیح اسپر اہل اسپارٹا کا قبضہ ہو گیا۔ اور پھر ولادت مسیح سے ایک سو اسی سال پہلے رومیوں کا یہ ایشیائی صوبہ بن گیا۔ آخر بہت انقلابات کے بعد ۱۴۶۲ء میں ٹیلیئن قطعی طور پر ترکوں نے فتح کر لیا۔ اور ان کے مقبوضات میں داخل ہو گیا۔

ٹیلیئن کی آبادی تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار ہے۔ اس وقت ہمارے ساتھ نوادہ خین بے۔ شاکر پاشا۔ توفیق بے۔ رشتید بے اور عبد الوو و بے سفر کر رہے ہیں۔ یہ سب حضرات نروٹیلیئن سے سوار ہوئے ہیں۔ ان سے بھی ہمارا تعارف ہو گیا۔ جب ہمارا جہاز حدود ٹیلیئن سے باہر نکل گیا تو اس وقت ہمیں

آسوس یعنی بہرام کی پہاڑی بھی دکھائی دی۔ کچھ دور چلکر پہاڑ قبیلہ کلکٹم جسے بابا برنو کہتے ہیں دکھائی دیا وہاں سے ہمارا جہاز الگزٹیراٹراوس کی پہاڑی سے گزرا پھر قبیلہ ٹینڈوس اور خلیج بسیکا

۱۵ Assos یا بہرام کی پہاڑی یہاں کے کینڈر مشہور ہیں۔ بندرگاہ سے اس کی بلندی پر چڑھنا وقت سے خالی نہیں۔ آسیوجہ سے اسٹریٹونیکس Stratonicus نے مذاق سے کہا تھا کہ "آسوس پر چڑھو تاکہ جلدی سے تباہی کے زینہ پر پہنچو" یہاں سینٹ پال اور لوقا حواری بھی جہاز سے اترے تھے۔

۱۶ Lectum. بابا برنویہ ایشیا کا انتہائی مغربی شہر ہے یہاں ایک زمانہ قدیم کا قلعہ بھی ہے اور اس کے قریب ہی ایک قصبہ آباد ہے۔

۱۷ Alexandria Troas. یہاں رویون کے عہد کی اکثر شکستہ یادگاریں ہیں جو قابل دید ہیں۔

۱۸ Tenedos. یہ زمانہ قدیم کا ایک مشہور بحری اسٹیشن ہے۔ قدیم زمانہ کے کھنڈرات اور ٹوٹی چوٹی عمارتیں بھی بکثرت ہیں۔ یہاں زراعت خوب ہوتی ہے۔

۱۹ Besika Bay. یہ خلیج بحری اسٹیشن ہونے کی وجہ سے مشہور ہوئی ہے۔ پانچویں صدیءءم ۸۵۳ء اور ۸۷۷ءءم کی قابل یادگار رومیون میں یہاں انگریزی دفرانسیسی جہازوں کے بیڑے ٹھہرے تھے۔



سے ہوتے ہوئے ہم بحرِ چچین میں داخل ہوئے اس راستہ میں بہین قصبہ پنجی شہر -
 راسِ چچین - پچروکلس - کوٹہ آہتس - لینینوس - سٹا تھیرس - ابہم
 ہلس پرنٹ کے سب سے زیادہ دلفریب مقام پر سے گذر رہے ہیں - ہماری دائیں جانب
 نغارہ برنو اور اوس کا قلعہ ہے - یہ وہ مقام ہے جہاں سے شہر ابیڈوس کا مقام
 وقوع بھی نظر آتا ہے - تھریسیا کے رنج پر شہر سیستوس اور قریب ہی

۱۰ Aegean Sea. یہاں کا ہر ایک جزیرہ ہر ایک نیلج بگچہ پتہ زمین ایسا مشہور ہے کہ ان کا
 نام یونین نے تاریخوں میں اور شعرا نے اپنی نظموں میں لکھا ہے -

۱۱ Yeni - Shehr. یہ ایک مشہور قصبہ کا نام ہے -

۱۲ Sigeon Cape. یہ ایک مشہور راس ہے -

۱۳ Patroclus یہ ایک قصبہ ہے

۱۴ Mount Athos. یہ ایک چاڑ کا نام ہے

۱۵ Lemnos. " " "

۱۶ Samothrace. " " "

۱۷ Nagara Burnu. یہ ایک قصبہ ہے جہاں قلعہ بنا ہوا ہے -

۱۸ Abydos ایک مشہور شہر ہے -

۱۹ Thracia.

۲۰ Sestos. یہ ایک شہر ہے -

خیلی اقباشی لیمان واقع ہے اور اس کے اوپر تھینا کا مشہور قلعہ ہے جہاں سلیمان اول نے پہلے پہل حکومت عثمانیہ کا پرچم افق یورپ پر اڑایا تھا۔ اور یہیں سے دارا گشتا نے کشتیوں کا پل بنا کر ایدوس کے نزدیک کے اس راستہ کو جسکی چوڑائی ۱۳۵۰ میٹر ہے عبور کیا تھا۔ پھر تھاراجہا دریا کے کنارے کو دادیری سے گزر کر قصبہ گیلی پولی پہنچا۔ اب ہم ہلیس پونٹ کے دہانہ کے مشہور مقام ٹرائے سے گزرتے ہوئے

۴ Bay of Akbashi Liman. میریک خلیج کا نام ہے

۵ Temenèh.

۶ Gallipoli Xerxes

گیلی پولی یہ قصبہ دروازہ ڈارڈنیلز کی طرف سمت یورپ واقع ہے اس کی آبادی تقریباً بارہ ہزار ہے۔ یہاں بائزید اول نے ایک قلعہ ۳۹۱ء میں تعمیر کیا تھا اب بھی اس قلعہ کے آثار سے ایک قدیم منار کے موجود ہیں یہاں اہل یورپ کا پہلا مشہر ہے جسے عثمان اول نے قبضہ کیا تھا۔ جنگ کرمیا کے موقع پر انگریز اور فرانسیسی کیمپ تھیں جو کچھ

۷ Hellespont.

۸ Troy. یہ ایک بہت ہی وسیع میدان ہے جہاں زمانہ قدیم میں متحدہ شہر کے بعد دیگرے اترتے اور

رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے آثار نہ ہرگز موجود ہیں۔ کہتے ہیں کہ روسیوں کے عہد میں یہاں کئی بہت سی پہاڑیوں کو ہوا کر دیا گیا تھا تاہم جبکہ شہر یہاں آباد کے تھے وہ سب ایک کے اوپر ایک تعمیر ہوئے تھے اور انکی تفصیل میں جدا جدا تہیں۔ چھٹے شہر کی

تفصیل کے آثار اب بھی ہیں روسیوں کے نوین شہر کے کھنڈروں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ Homeric Trojan

۹ Trojan. کے پراسرار شہر کا نام اور افسانہ کا بھی شہر ہے وہ قطعہ زمین مندر کے قریب ہے۔ کیا عجیب ہے کہ جنگ ٹروجن Trojan کے پراسرار شہر کا نام اور افسانہ کا بھی شہر ہے

علی الصباح شہر ڈارڈینلز کے قریب گزرے۔ یہاں سے جنگی قلعوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور کوئی جہاز بلا اجازت نامہ چل کے آگے نہیں جاسکتا۔ ہمارا یہہر راستہ بہت ہی لطف کیساتھ گزرا۔ اب ہم جون جون آگے بڑھتے جاتے ہیں قسطنطنیہ قریب آنا جاتا اور راستہ کی دلچسپی عجیب و مبہم ملھتی جاتی ہے۔

اس وقت صبح کا سماں بہت ہی پُر بہار ہے۔ آفتاب سمندر کی بیقرار موجوں سے آہستہ آہستہ نمودار ہو رہا ہے اور اس کی رنگ برنگ کی شعاعیں سطح آب پر پڑ کر نظر کو بہرہ مند کرتی ہیں۔

یہاں ہم بحیرہ مارمورا میں داخل ہوئے اور جزائر پرنس کے شہر و مقامات پر رونے لگے۔

۱۱۔ Dardanelles۔ یہ شہر ایک مہوار سطح زمین پر آباد ہے۔ اس کی آبادی تقریباً ۱۲۰۰۰ ہے یہاں کے مٹی کے برتن اپنی خوشنوائی کے باعث بہت مشہور ہیں۔

۱۲۔ Sea of Marmora.

۱۳۔ Princes Islands۔ یہاں کی زمین سرخ رنگ کی ہے اس لیے ترک قزل والما کہتے ہیں۔ بزنطین کے عہد میں یہاں بہت سے گرجے اور خانقاہیں بنی ہوئی تھیں۔

۱۴۔ Prota۔ یہاں رومینس پیم Romanusiv۔ سلطان الپ ارسلان۔

سے شکست کھانے کے بعد اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک خانقاہ بن قید کر کے رکھا گیا تھا۔ ادیبین اس کے عہد میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔

لینڈی گولڈن - ہلکی - پرنکی پو - پلٹنی نظر آئے اور فنار باغچہ اور قصبہ

۱۷ Antigone اسکی چوٹی پر ایک یونانی گرجا ہے۔ میٹروڈیس Melhodius جو بعد میں قسطنطنیہ کا اسقف اعظم ہو گیا تھا۔ سات سال تک یہاں کے تہ خانوں میں قید رہا تھا اب اس تہ خانہ پر قصبہ لگا کر جانا ہوا ہے۔

۱۸ Halki اس جزیرہ میں تابنے کے کانوں کے علامات پائے جاتے ہیں۔ یہاں بحری کالج اور یونیورسٹی کا فہرستہ بھی ہے۔ یہاں سرائیڈ وروڈو بارٹن Sir Edward Barton کی قبر بھی ہے جو ملک الزمیتہ کے زمانہ میں سفیر نیکر محمد سوم کے دربار میں آیا تھا اسکا شہر ۹۹۰ء میں انتقال ہوا تھا۔

۱۹ Prankipo یہ سب سے بڑا جزیرہ ہے یہاں باغات اور مکانات عمدہ عمدہ بنے ہوئے ہیں اور سینٹ جارج و حضرت عیسیٰ کی خانقاہیں بھی ہیں ان کی بائیں جانب وہ مقام بھی ہے جہاں مسلمانوں میں ملکہ آرمینی ۱۲۸۰ء میں زوی Zue اور مسلمانوں میں اینا ڈیلا سینا Anna Dela Sena قید رہے تھے۔

۲۰ Plate کو اپنے زمانہ سفارت قسطنطنیہ میں سربراہ (مینیسٹر) Sir Henry Bulwer نے خرید کر ایک محل بنایا تھا جو اب بالکل تباہ حالت میں ہے بعد ازاں خدیو مصر کے ہاتھ اسے فروخت کر دیا تھا۔ اُس وقت سے یہ اب تک ان کے خانہ ان میں چلا آتا ہے۔

۲۱ Panar Baghcheh یہہ ملک تھیوڈورا Theodora

کی خاص تفریح گاہ اور مکان عشرت تھا۔ اب بھی یہاں ترک سیر و تفریح کی غرض سے آیا کرتے ہیں۔

تقاضی کوئی دکھائی دینے۔ یہاں سے گزر کر ہمارا جہاز باسفورس میں پھنچا جسے ایشیا کا آب شیرین بھی کہتے ہیں اور جس کے صُن و غوبی و چپسی و دلفریبی کا نقشہ اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس کے دوسرے کنارے پر سقوطی ہے۔

یہاں سے ہمارا جہاز اُس مقام پر پھنچا جہاں گولڈن ہارن شاخ زرین کی دو شاخیں ہو گئی ہیں ان میں سے ایک کا نام بندر تجارت اور دوسری کا نام بندر جنگ ہے۔ آج ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء کا دن اور شام کا وقت ہے۔ آفتاب اپنی دن بھر کی فست طے کر کے اُفق مغرب میں غروب ہوا چاہتا ہے اور ہمارا اسٹیمر بھی جلدی جلدی منزل مقصد کو پہنچنے کیلئے شاخ زرین سے گزر کر پیراکی سمت جا رہا ہے۔ ہم قریب مغرب ساحل غلط پر پہنچے اور یہاں ہمارا جہاز لنگر انداز ہوا۔ اس وقت ہم مسلمانوں کے دارالخلافہ اور دنیا کے مشہور شہر قسطنطنیہ میں داخل ہوئے ہیں جو اپنے قدرتی منظروں، خوبوئوں اور دلفریب فضاؤں کے باعث عالم میں پیش ہے اور ہم جس کے نظارہ کو جہاز سے دیکھتے ہی حیرت جگاتے ہیں۔

۱۔ Kadikuei. یہاں یورپین بکثرت رہتے ہیں اور قدیم شہر کلیسیاؤں

Chalcedon کے جنوب میں واقع ہے۔

۲۔ Bosphorus. یہ قسطنطنیہ کا دریا ہے اسے ایشیا کا آب شیرین بھی کہتے ہیں

۳۔ The Golden Horn. شاخ زرین۔



ساحل سمندر سے ہم پیراپلیس ہوٹل کو روانہ ہوئے۔ یہ نہایت ہی عظیم الشان و مختلف ہوٹل ہے اور عمدہ مقام پر واقع ہے اس کے کمرے شاندار فرنیچر سے آراستہ و پیراستہ ہیں اور تمام ضروری ساز و سامان اور اسباب آرائشی سے مزین اور سجے ہوئے ہیں۔ ہم اس ہوٹل کے اوسط درجہ کے کمرہ نمبر ۸۳ میں چکا کر ایہ علاوہ اخراجات متفرق کے ۷۷ پینٹاٹر روز آئے پہنچے۔

باب سوم قسطینہ

قسطینہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کا مشہور شہر اور دار الخلافت جسے مسلمانوں کے ازیا و رفتہ کارناموں کی زندہ تصویر کہنا سزاوار ہے۔ نہایت ہی عظمت و شوکت کے ساتھ یورپ کے پہلو میں کھڑا ہوا دنیا کی ہند ب قوموں کو اپنے دلفریب منظر کا گرویدہ اور اپنی قدیم داستانیں سن کر اپنے حُسن و خوبی کا والدہ و شہید بنا رہا ہے۔

یہ متعدد بلند پہاڑیوں پر آباد ہے اور اس کی دیواروں نے بھر مار مورا اور باغ و سرسبز گہریں اور رہے ہیں۔

قسطینہ کو پولیٹیکل لحاظ سے "ایشیائی کی طوائف کلید کہتے ہیں اور بعض نے اس کا نام دنیا کے جگرے کی ہڈی بھی رکھا ہے اور سچ رکھا ہے۔ قدرتی اس چند

کیٹرزمین کو وہ وہ خوبیاں و دلنفریبیاں عطا کی ہیں کہ زمانہ بھر کی قومیں اس کے جمال جہان آرا اور حسن خدا واد پر دل سے فریفتہ ہیں اور ایک مدت سے دندان از تیز گئے ہوئے مسنہد کھولے منتظر ہیں کہ بغیر چبائے اسے نکل جائیں اور اس کے آب شیرین سے پیاس بجھائیں۔ مگر ہمیشہ قدرت نے اس شہر کی حفاظت کا خود بیڑا اٹھایا ہے اور اس کے وہی دل بٹھانے والے مناظر جو اپنی نظیر آپ ہیں اس کے استحکام کے موجب ہوئے ہیں اور اسے ہر زمانہ میں دست گلچین سے محفوظ رکھنے کیلئے سدا رہے رہے ہیں واقعی بحالت مجموعی قسطنطنیہ ایک بہت ہی خوشنما شہر ہے اور ہم جس طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں اس کے ہر حصہ شہر کو دلچسپ و منظر یار تے ہیں۔

تاریخی حیثیت سے بھی یہ ایک قدیم شہر ہے اور پولیگیٹل پہلوانوں کی زور آزمائی کے لئے ہر عہد میں یہ ایک متحرکۃ الارام مقام اور زنگاہ بنا رہا ہے۔

قسطنطنیہ کی نسبت مشہور ہے کہ میگارا کے ایک یونانی سردار نے اسے حضرت عیسیٰ سے چھ سو برس قبل بسایا تھا اور اس وقت اس کا نام بزنطیم تھا۔ مگر چھٹی صدی کے آخرین قبل از مسیح اسپر ایرانیوں کا تسلط ہو گیا۔ لیکن ۹۶۷ء قبل از ولادت عیسیٰ جنگ پلڈیا کے بعد اسپر بھر یونانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد ۹۶۹ء میں رومیوں کے

Megara.

۷۱

یہ قسطنطنیہ کا قدیم نام ہے۔

Byzantium.

۷۲

یہاں زمانہ قدیم میں ایک مشہور لڑائی ہوئی تھی۔

Plataea.

۷۳

بادشاہ سیتیمس سیورس نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک قرب و جوار کی وحشی قومیں اسے
 لڑتی رہیں لیکن سلسلہ ۲۳ء میں قسطنطین نے اسے اپنے قبضہ تصرف میں لیکر قدیم شہر کے قریب ہی
 ایک دوسرا شہر تعمیر کر لیا۔ اس زمانہ میں بعض اشخاص اسے روم جدید کہتے تھے اور بعض بائے
 شہر کے نام سے اسے موسوم کرتے تھے۔ آخر رفتہ رفتہ یہہر اپنے بانی کے نام سے شہر و آفاق
 ہو گیا اور اس کا نام قسطنطنیہ شہر ہو جاتی کہ ۱۱- سنی سلسلہ کو یہہر روم کی مملکت سیحی کا پایہ تخت
 قرار پایا۔

اگرچہ قسطنطنیہ کی بنیادیں سرزمین یورپ میں رکھی گئی ہیں مگر اسکی چشم فسون ساز ہر وقت
 ایشیا کی جانب منکلی لگائے ہوئے ہے۔ اسیدوجہ سے ہر زمانہ میں یہ قطعہ زمین فساد کا
 گھر ثابت ہوتا رہا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کی ہمسایہ قومیں ایرانی۔ یونانی۔ گاتھ۔ عرب۔ ترک
 بلغاریہ و عروس البالد قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے بڑی بڑی سحر کہ آریان کر چکے ہیں بعض
 حادثات ایسا بھی ہوئے کہ تہار باجائیں اس کی رونمائی میں دیکر انہیں حملہ کر نیا صلہ بھی لگیا ہی
 اور انہوں نے اسے رام بھی کر لیا ہے۔ اگرچہ قسطنطنیہ کو اس زمانہ میں بہت سے حادثات
 پیش آئے تاہم یہہر دوما فیوماً ترقی کرتا گیا اور اس کی رونق دن بدن بڑھتی گئی۔ قدیم شہر
 بڑے اور زمانہ حال کا قسطنطنیہ پانچویں صدی میں تمام دنیا کی تجارت کا مرکز بن گیا تھا۔ اور یہہر
 اسی زمانہ میں اپنی دولت و شہرت اور مقامی شہرت و دلفریبی کے باعث محل خطرہ ہو گیا تھا۔

اور اغیار اسے ہر وقت چشم طمع سے دیکھتے تھے۔ ارسلیئے حفاظت شہر کے خیال تھی تو وہ سیدیں
کو اس کی فیصل تعمیر کراہی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اسکی کچھ دیواریں تو ۱۳۰۰ء میں تیار ہوئیں۔
اور ان کا بقیہ حصہ ۱۴۰۰ء میں اختتام کو پہنچا۔ مگر جینیٹین کا عہد حکومت اس کے حق میں
بہت مفید ثابت ہوا۔ اس نے یہاں عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اور شہر میں آئین جاری
کیئے۔ البتہ ہیکلیس کے زمانہ میں قسطنطنیہ کو ناقابل برداشت مصائب جھیلنے پڑے۔ اور اس
بادشاہ نے بحالت مجبوری کا نتیجہ کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ مگر تبدیل مقام کم ناہی تھا کہ یہاں
تاہیجی واقعات میں بھی انقلاب پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اسی زمانہ میں ریگستان ۶۰۰ء کے قتلہ کا
ایک سیلاب اٹھا جو ملکوں کو طرب کرتا ہوا قسطنطنیہ کی دیواروں سے جا کر ٹکرایا۔ یہ عربوں کا
پہلا حملہ تھا جو ۶۳۷ء میں اس شہر پر ہوا تھا اور یہ چار سال تک اسکا محاصرہ کیا۔ رہے۔ تھے
قریب تھا کہ یہ شہر فتح ہو جاتا مگر اتفاق سے بچ گیا۔ اس حملہ کے متعلق ملمان موشیر کا بیان ہے
کہ ۶۰۰ء میں جبکہ خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان کا دور حکومت تھا۔ یزید بن معاویہ نے غرض نظر حاصل
ثواب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بنیاد پر اقول جبر میں اتنی یعنی ملایا
قیصر منہم ملہم روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس شہر سے نامہ دین نہ رہا۔

۱۰ Theodosius. ۵۰ Justinian

۱۱ Heraclius. ۵۰ Carthage

۱۲ ہجری ۱۰۰۰ء امام احمد بن حنبل نے ام حرام بنت ملحان سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
امت کی سب سے پہلی فوج جو تعمیر کے شہر پر چڑھائی کر لی۔ اس کے لوگ مغفور ہیں۔

خاص آلِ عباس جو گونہ رسول دوسرے بھی اپنی مشائیت سے فوج عرب کی عزت افزائی فرمائی تھی۔ اور حضرت رسول مقبول صلعم کے بعض صحابی بھی اس فوج کے ہمراہ تھے چنانچہ اسی موقع پر جنگ میں حضرت پیغمبر خدا صلعم کے صحابہ میں سے حضرت ایوب کام بھی آئے تھے۔

دوسرا حملہ عربوں کا اس شہر پر ۱۸۰ھ میں ہوا ہے خالد بن ابی امیہ کے شہور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے قسطنطنیہ کی فتح کی غرض سے فوج روانہ کی تھی مگر وقت پر کمک نہ پہنچنے کے باعث عرب بے نیل مرام واپس ہو گئے۔ اس زمانہ میں یہاں کے بادشاہ لیو استون نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام میں بڑی جانفشانی کی اور ان سے نئے قوانین نافذ کیے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قسطنطنیہ پر کئی سو سال تک مسلمانوں کا تسلط نہ ہو سکا۔ اس دوران میں بھی مسلمان سچلے نہ بیٹھے اس کے فتح کرنے کے لیے برابر کوشش کرتے رہے۔ تاہم قسطنطنیہ فتح نہ ہوا۔ عہد حکومت خلفائے عباسیہ میں بھی ۸۵۰ھ میں مہدی نے ایک فوج جسارہ بارون الرشید کی ماتحتی میں قسطنطنیہ پر بھیجی تھی۔ بہت سی لڑائیاں بھی فتح ہوئیں۔ خاص شہر قسطنطنیہ پر جو حملہ ہوا اس میں بھی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ لیکن قیصر روم کی منت سماجت و عجز و انکساری پر بارون الرشید کو رحم و ترس آگیا اور یہ مسلمانوں کے تصرف سے بچ گیا۔ اور خود خلیفہ وقت نے اپنی مہربانی اور عنایات سے صرف باجگزاری کا وعدہ لیکر اس مرحلہ عظیم کو دوسروں کے لیے چھوڑ دیا۔ اور اس طرح قسطنطنیہ کو کچھ دن کے لیے پھر امن و عافیت نصیب

نصیب ہوئی۔ لیکن جنگ صلیبی کے زمانہ میں ناخواندہ جہان پیڑ پڑھ کر اور گاؤں قہر پڑھ کر
 سہ اپنی ٹڈی دل فوج کے اس شہر میں آگھسے اور ٹبری مشکوں سے یہاں سے نکلے اس طرح
 جو تھی جنگ صلیبی کے موقع پر ۱۲۲۲ء میں کرکویسٹڈرس جوش مذہبی میں ہر شہر یہاں کے
 بادشاہ کو دبانے اور ستانیکے لیے پھر آوے اور اکی مرتبہ وہ وہ وحشیانہ کارروائیاں کیں کہ خدا
 کی پناہ۔ شہر کا لوٹنا کھسٹنا جلانا اور تاخت و تاراج کرنا ان کا معمول تھیں تھا۔ ان مذہبی جوش
 کے اندھوں نے صلیب کے زیر سایہ اس شہر کو بے پناہ کر دیا۔

پھر ۱۲۶۱ء تک قسطنطنیہ لاطینی حکومت کے زیرِ نگرہ رہا مگر ۱۲۶۱ء میں پاپا گریگوری
 ایک۔ نمبر جنرل الیکزینڈر اسٹریٹو گولپولس نے اسے مفتوح کر دیا اور یہ اب پھر یونانیوں کے
 ماتہ میں آگیا۔ لیکن لاطینی فتح نے اس کی شہور آفاق تجارت کو بڑا صدمہ پہنچایا اور دنیائے
 جنوبی کی تجارت کو اس کے زوال کے بعد خاص طور پر مضر حال ہو گیا۔

اب بعد پھر اس کے دل میں فتح قسطنطنیہ کے بعد پیدائش اور نہ کوئی نہ لڑنے لگا
 یا نہ تھا ان کے سر کی طرف رخ کیا اور نہ لڑنے کو ہر تہجد کیا کو فتح چھڑا کر اب اس نے اپنا شمار
 حاکم کی پناہ کے لیے ہوئے نہ بنی پناہ کی شان قرار دے کر پھر سے شہر کو بے رحمی اور بے رحمی

Dr. Theodor Bartsch

Dr. Bartsch

Dr.

Dr. Theodor Bartsch

Dr. Bartsch

Dr.

Venice.

Dr. Alessandro

Dr. Theodor Bartsch

Dr.

Dr.

ترکوں کے ہاتھ سے اسے بچالیا۔

قسطنطنیہ جسے دولت کی کان چن و خوبصورتی کا آفتاب عمدہ موقعہ اور خوشنما منظر کے لحاظ سے دلچسپیوں کا گھر کہا جائے تو سچا ہے۔ فی الحقیقت ہے کیا۔ ۹ چند ایک زمین پر مگر قدرت نے اسے وہ مقناطیسی قوت عطا کی ہے کہ اسکی کشش ہمیشہ سے گزشتہ اور آئندہ نسلوں کے دلوں کو اپنی طرف ابھاتی اور مائل کرتی رہی ہے۔ اسبوجہ سے اگلوں کی ناکامیوں نے بچھا، ان کی ہمتوں کو کبھی بڑھتا نہیں کیا، یسویہ، یسویہ، فرما نروا وینا میں پیدا ہوا وہ تیسرے قسطنطنیہ خیال بھی اپنے ساتھ لیکر آیا، ختم صا سلیان، فرما نرواؤن کے دلوں میں غیر معمولی طور پر فتح قسطنطنیہ خیال ایک اور وجہ سے بھی تھا۔ یہ دراصل خیال، تمام بلکہ ایک تمنائے ولی تھی جو حضرت یحییٰ بن خلیفہ نے اس ارشاد کے مطابق تفسیر کی: **قَسْطَنْطِينِيَّةٌ وَلَكُمْ اَلْاَمِيْرُ هَا وَلَكُمْ الْجَيْشُ حَيْثُ هَا** پیدا ہو گئی تھی اور وہ اس بات کے آرزو مند تھے کہ بطرح بنے قسطنطنیہ فتح کیا جائے۔ اسی سبب سے یانیریدیم نے بڑے جوش و خروش سے اسکا حصار کیا۔ موسیٰ نے اس پر چڑھائی کی۔ مراوثانی نے اس سے یہ چھ ہجرات و شجاعت دکھائی۔ لیکن یہ نہایت تیز تیسرے شہر اڑنے کے ماتھوں مفتوح نہ ہوا۔ نرہ پرنی سلطان فرما نرواؤن کی یہ جدوجہد خالی نہ رہی۔ اور بالآخر فتح قسطنطنیہ کا شہر سلطان ارشاد سے سر پر باندھا گیا۔

۱۰۔ امام احمد سے، نادین سے انجیل زمین۔ کہم نے بشر خوی سے، رومان کی کج فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قسطنطنیہ فتح کیا جائیگا۔ اور کیا اچھا ہے وہ ایبرجہ اس کی کلاںیز۔ اب انجیل کو وہ فتح جو اس فتح کو حاکم

چنانچہ قسطنطنیہ کی وہ محکم قدیم دیواریں جو ۱۳۵۳ء سے ۱۴۵۳ء تک اسکی محافظت کرتی رہی تھیں انھوں نے بھی اس عرصہ مندرجہ آور بادشاہ کو خوش آمدید کہا۔ مورخین کا بیان ہے کہ شہر کا محاصرہ ۶۰- اپریل ۱۴۵۳ء کو شروع ہوا تھا اور ۱۹ مئی ۱۴۵۳ء کو ٹھیک اس وقت جبکہ آفتاب دروازہ مشرق سے نمودار ہوا تھا۔ مخانطان شہر قسطنطنیہ لشکر سلطانی کو فیسل کے نیچے دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور ایسے حواس باختہ ہوئے کہ فوج شاہی کو جو سیلاب کی طرح شہر کی طرف بڑھ رہی تھی روک نہ سکے اور مدافعت کی تمام تدبیریں بھول گئے اسی اثنا میں سلطان کے بہادر سپاہی شہر کی دیواروں اور برجوں پر چڑھ کر سب جگہ پھیل گئے قسطنطنیہ فتح ہو گیا اور اس طرح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی اور سلطان محمد ثانی کی ولی آرزو پوری ہوئی۔ اس فتح عظیم کی تاریخ کسی شاعر نے یہ نہ نکالی۔

سَرَامَ أَمْرٍ الْفَتْحِ قَوْمًا أَوَّلًا
جَانِزًا بِالْغَنَى قَوْمًا آخِرًا

امریغ کی آرزو اگلی قوموں نے کی اور فتح کی مراد کو کچھلے پہنچے۔ اس شعر میں لفظ

”اخرون“ مادہ تیاج ہے۔

غرض کہ قسطنطنیہ فتح ہوتے ہی مملکت عثمانیہ کا دار السلطنت قرار پایا۔ چنانچہ اس وقت سے

آج تک یہ شہر مسلمانوں کی وراثتہ قوم کی فتوحات کے خواب پریشانی کی تعبیر بنا ہوا ہے اور دنیا میں اپنی فاتح قوم کی عزت کو قائم کیے ہوئے ہے۔

قسطنطنیہ کے مشہور حصے

بمطابق تقسیم شہر قسطنطنیہ چار حصوں پر منقسم ہے۔

اول اسلام بول۔ دوم غلطہ۔ سوم پیرا۔ چارم مضامفات یعنی وہ حصہ شہر جو باسفورس کے دونوں جانب واقع ہے۔

اسلام بول

ترکوں نے شہر کے اس پہلے حصہ کا نام اسلام بول رکھا ہے۔ سیاح کے دلچسپانہ اس حصہ شہر کی خوشنمائی و دلچسپی دیکھ کر ایک غیر معمولی اثر پڑتا ہے اور اس کا نظارہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوتا۔ مگر جہاز سے اتر کر ساحل سمندر سے دیکھو تو یہ منتظر نظروں سے غائب ہو جاتا ہے اور اس کے بجائے شہر کی تنگ گلیاں ناہوار مکانات اور ان کی اونچی نیچی دیواریں و قبرستان دکھائی دیتے ہیں۔ صرف یہ گورنمنٹ، ترکی کا صدر مقام ہی نہیں بلکہ مشرقی گرجے کے مذہبی پیشوا کا بجائے قیام بھی ہے۔ اور اقوام عالم کے مختلف افراد بھی یہیں نظر آتے ہیں۔

غلطہ

یہ شہر کا دوسرا اور قدیم حصہ ہے، اس کی نسبت خبر ایسا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ سے قبل بنی ہوئی ہے۔ پہلے آباد ہوا تھا۔ زمانہ قدیم میں اس جگہ قوم کلیہ۔ اس کا نام گلیٹا ہو گیا اور پھر عربوں نے اسے غلطہ کہہ کر اس کا نام غلطہ کر دیا۔ یہ عجمیوں کی اجازت سے اس کی

چارہ یواری تعمیر کرائی گئی

یہاں زمانہ قدیم میں دو مینارین بہت مشہور تھیں۔ ان میں سے ایک۔ مینارہ بنجیر اور دوسری کا نام مینارہ صلیب یا مینارہ عیسیٰ تھا۔ مینارہ بنجیر کی شہرت کامل سبب یہ تھا کہ اس مینارے سے ایک بنجیر اسلام ہول تک والدی جاتی تھی۔ اس سے بندرگاہ قسطنطنیہ کا راستہ بند ہو جاتا تھا۔ مگر امتداد زمانہ کے باعث اب یہ نہدم ہو گیا ہے۔ مینارہ صلیب جو شکستہ امین تعمیر ہوا تھا اب یہ مینارہ قلعہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور اسکی بلندی پر سے آتشزدگی کی اطلاع پولس کو دیکھائی ہے۔ قدیم فصیل اور اس کے دروازے جوانیسویں صدی عیسوی تک قائم تھے۔ اب وہ ہرائے نام باقی رہ گئے ہیں۔ گریہاں اب تک اس جینیوا کی عمارتیں موجود ہیں۔ عربوں نے جب یہاں حملے کئے تھے اُس زمانہ کی ایک مسجد بھی ہے جو عربوں کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن اسکی موجودہ عمارت تیرھویں صدی کی ہے جبکہ اہل جینیوا نے اس مسجد کو گر جانے دیا تھا۔ لیکن ترکوں نے نہ اپنی فتح کے بعد اس زمانہ کا مسجد اور اہل جینیوا کے گرجا کو شریک کی بنیاد تین سے پاک کر کے پھر خدا سے وہاں شریک کیا۔ مگر انھیں عبادت گاہ بنادیا۔ جب سے یہ مسلمان بنی عبادت گاہ بنی ہوئی ہے اور ان کے ہی زیر اہتمام ہے۔

قلعہ میں سوداگر۔ ان کی کوٹھیاں عثمانیہ بنیاد سفر تھانہ برطانیہ کا تھا۔ اور انھیں قائم ہیں۔ سینٹ مینوٹرٹ اور سینٹ پیٹر کے گرجے۔ یہودیوں کا معبد اور مدرچین۔

ادرا سکاٹش گرجا بھی یہیں ہے۔

پیرا

یہ تیسرا حصہ ہے جو شہر کے مقابلہ میں شاخ زرین کے بلند کنارے پر واقع ہے۔
 ماسی آٹھ شہر کے مشہور ہول پیر اپیس نامی مین مقیم ہوئے ہیں۔ یہاں اہل فرنگ بکثرت
 دیوین اور دول یورپ کے سفارتخانے بھی یہیں ہیں۔ بڑے بڑے ہول اچھے اچھے باغ
 اور نامی گرامی تھیٹر اور مدرستہ اسی جگہ بنے ہوئے ہیں۔ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر چال
 فال والے مولویہ ورویشون اور منشیخون لائیکہ بھی ہے۔ یہاں ہر جمعہ کو بعد نماز محفل سماع
 ہوتی ہے۔

۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء | ہول میں رات کو ہم نہایت ہی آرام کیساتھ سوئے۔ علی الصبح میدان
 دیکر گھر میں نے ناز پڑھی اور دو دو خالیٹ سے فارغ ہو کر کوک کینی کے ایجنٹ سے اپنے
 خطوط حاصل کئے۔ ان میں ایک خط لارڈ کر ومر کا، ۱۹ جنوری ۱۹۱۷ء کا تھا جسکے ساتھ صاحب
 مدوح نے کمال مہربانی و داد چٹھیاں بھی ملفوف فرمائیں تھیں۔ ان میں سے ایک تعارفی
 چٹھی موسومہ سر جیمرڈ لوٹھر سفیر انگلستان متعینہ قسطنطنیہ اور دوسری سرنیل روڈ سفیر اٹلی
 متعینہ شہر قدیر روم کے نام کی تھی۔

Lord Cromer P., G.C.S.I., G.C.M.G etc. ۵

His Excellency Sir Gerard Lawther. ۵

His Excellency Sir Rennell Rodd. ۵

سہ پہر کو ہم نے سفارتخانہ انگریزی میں جا کر لارڈ کرڈمر کی چٹھی مع اپنے کارڈ کے بھیجی۔ سفیر صاحب بہت اخلاق سے ملے اور دیر تک باتیں کرتے رہے ان کے بعض دوستوں سے میرا تعارف پہلے کا انگلستان میں تھا اس لیے کچھ اجنبیت نہ معلوم ہوئی۔ کچھ دن قبل ان کے خاندان میں کسی کا انتقال ہو گیا تھا اس لیے یہ سوگ میں تھے۔ سفیر صاحب نے اسی خیال سے اپنے ایک تحت افسر مسٹر فٹنر مارلیس سے میرا تعارف کرا دیا اور ان سے فرما دیا کہ جو خواہشیں انہیں ہوں ان میں آپ ان کی پوری مدد کیجیے۔ اس کے بعد سفیر صاحب موصوف کی اجازت سے مجھے سفارتخانہ کی عالیشان عمارت کی سیر کرائی گئی اور مسٹر فٹنر مارلیس نے وعدہ کیا کہ میں عنقریب پیراپلیس ہوٹل میں آکر ملوں گا۔ اور معززین قسطنطنیہ سے آپ کو ملنا انتظام کر دیکھا۔

سفارتخانہ سے واپس آئیے بعد ہم نے ہوا خوری کی۔ یہاں ہوٹل کے ذریعہ نہایت عمدہ جوڑیاں گاڑیاں کرایہ پر ملتی ہیں جو ہندوستانی عمدہ سے عمدہ خانگی سوار یوں سے اچھی ہوتی ہیں۔

پیرا کی سٹرکوں پر پیچھے کا فرش کیا ہوا ہے اور اکثر مقامات پر اتار چڑھاؤ زیادہ ہے اسلئے گھوڑوں کا ان پر چلانا ہوشیار کو چوان کا کام ہے۔

یہاں کی سٹرکوں پر وسط میں ٹریموں کی چلتی ہے گاڑیوں کی جھیلش اور آدمیوں کی کثرت جدا رہتی ہے اس لیے کوچاںوں کچھ بچا کر نکالنے اور موڑ توڑ پر گزرنے میں بڑی ہوشیاری کرنی

پڑتی ہے۔ پیر کی کشادہ ٹسکین شل یورپ کے شہروں کی ٹسکون کے صاف و شفاف
رہتی ہیں۔ پیر میں علی العموم متعلیٰ اشخاص زیادہ رہتے ہیں ہر آج اس حصہ شہر کی تقریباً دو گھنٹہ
تک سیر کی۔ واقعی یہ حصہ بہت ہی شاندار ہے اور یہاں کے مینوسل باغ کا داخلہ شام کی وقت
بہت ہی پر لطف اور فرحت بخش ہے۔

شام کو جب قرار داد سٹر فٹنہ ماریں میرے پاس تشریف لائے اور چند مہران پارٹمنٹ
سے جو پیر اپلیس ہوٹل میں ہماری طرح مقیم تھے مجھے ملایا۔ اس ہوٹل میں تہوہ خانہ بھی ہے یہاں
اور معزز لوگ بھی آتے جاتے ہیں گویا یہ ایک قمر کا کلب ہے جہاں ہر وقت آدمی جمع
رہتے ہیں خصوصاً شام کی وقت تو بہت ہی مجمع رہتا ہے۔ اس تہوہ خانہ کی بدولت مجھے
یہ بڑا فائدہ ہوا کہ ایک ہی دن میں میرا تعارف کثیر التعداد اشخاص سے ہو گیا۔

۲۵ جنوری ۱۹۱۷ء | صبح کو ہم سٹر بوٹر سلطانی خیاط کی دکان پر گئے اور وہاں اپنی لپے
کچھ لباس بنوانے کا حکم دیا اور یکم صاحبہ کیلئے زنانہ لباس کی میڈیم بگونی کی دکان پر جا کر جبکہ
تعلق پیرس کی دکان سے ہے فرمائش کی اور بعض دوسری دکانوں سے ضروری سامان
کی خرید و فروخت بھی کی۔

صدر اعظم ترکی سے ملاقات

میرا پہلا کویتن بیجے سے قبل سٹر فٹنہ ماریں تشریف لائے اور مجھے اپنی گاڑی میں
بٹھا کر صدر اعظم تھقی پاشا کی دولت سرا پر لیکے۔ اور چٹک تین بیجے وقت مقررہ پر مجھے
ان سے ملایا۔ حتیٰ پاشا ایک عالم ہیں۔ پہلے یہ پروفیسر تھے اور اب وزیر اعظم بن گئے ہیں۔

نہایت سادہ انگریزی لباس اور ترکی ٹوپی پہنتے ہیں یہ زبان انگریزی میں فصاحت کیساتھ گفتگو کرتے رہے اور ہندوستان مصر اور انگلستان کا تذکرہ ہوتا رہا۔ میرے سفر چکا حال بھی دریافت فرماتے رہے۔ ان سے رخصت ہونے کے بعد ہم جناب مدد کے بعض مستحقین اور ایڈیسی وغیرہ سے بھی جو اس وقت موجود تھے۔ ملے اس کے بعد شہر کی سیر کرتے ہوئے ہوٹل واپس آئے۔ مسٹر فنٹن ماریس نے میرے ساتھ چار نوش فرمائی اور کچھ دیر بات چیت کر کے بعد ملاقات آئندہ تشریف لے گئے۔

شام کو پھر ہم نے شہر پیر کی مختلف حصوں کی سیر کی۔ اور ہوٹل میں بہت سے مسفرین سے تعارف حاصل کیا۔

۲۶ جنوری ۱۹۱۷ء | صبح ہم بحال نماز اور دیگر ضرورتوں سے فارغ ہو کر بازار گئے اور بہت سا وقت خرید و فروش میں صرف کیا۔ صفی الدین بیگ صاحب جن سے پرسوں تعارف ہو چکا تھا۔ بڑے خلیق اور بھان نواز ہیں۔ انہوں نے جمعہ کی شب کو زمانہ و مردانہ دعوت دینا دینا کا پیغام بھیجا اور ہم نے شکر یہ کیا تھا منظور کیا۔ اس طرح حمادہ پاشا وزیر اوقاف نے بھی چین چار کی دعوت ہفتہ آئندہ کو دی۔ سہ پہر کو ہم نے چر بازار وغیرہ دیکھے

باچھبام مسجد قسطنطنیہ

۲۷ جنوری ۱۹۱۷ء | آج ہنہ شہر قسطنطنیہ کی مسجد دیکھیں۔ شہر قسطنطنیہ سات پہاڑیوں پر آباد ہے اور ہر پہاڑی کی چوٹی پر ایک ایک شاہی مسجد تعمیر کی گئی ہے نیلے آسمان کے نیچے یہ سفید عمارتیں بہت دلفریب معلوم ہوتی ہیں۔ جنگے باعث شہر کی خوبصورتی دو بالا ہو جاتی ہے۔ اکثر مساجد ایک ہی نمونہ کی ہیں فرق اتنا ہے کہ شاہی مساجد میں سنگ مرمر اور قیمتی پتھر استعمال کئے گئے ہیں۔ اور چوٹی مسجد میں چونہ گچی کی ہیں۔ مگر ان کی سفیدی بھی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔

چھوٹی سے لیکر بڑی مسجد تک ہر ایک میں مینار ہیں۔ لیکن کسی مسجد میں ایک سے کم اور چہرے زیادہ نہیں ہیں۔ ہر ایک کے گرد چار دیواری ہے۔ اسکے باہر صحن اور باغ ہوتا ہے۔ اور عموماً باغ میں بانی مسجد کی تربت ہوتی ہے۔ بالعموم ہر مسجد کے ساتھ ایک عام مدرسہ با دینی درسگاہ اور کچھ وقف کی ہوائی عمارتیں ہوتی ہیں۔ بعض بڑی مسجدوں میں لنگر خانے کتب خانہ اور حمام بھی ہوتے ہیں۔ بعض بعض مساجد کے ساتھ مسافروں کے قیام کے لئے مراہن بھی ہیں۔ اس تفصیل سے مساجد کی وسعت اور شان معلوم ہو سکتی ہے

مسجد ابا صوفیا

زمانہ قدیم میں یہ مسجد سینٹ صوفیا کی گرجا تھی اس کی تعمیر شاہ کانسٹنٹائن
اور اسکے جانشین کانسٹنٹینس نے کی تھی۔ ۳۳۰ء کی آتشزدگی سے اس کو بہت
نقصان پہنچا جس کی کچھ مرمت کرائی گئی۔ ۳۳۵ء کی خانہ جنگیوں نے اس کو بالکل
بنا ہ کر دیا۔ آخر کار ۳۳۵ء عیسوی میں جینتین شاہنشاہ قسطنطنیہ نے پانچ برس کے عرصہ
میں اس کو نئے سرے سے تعمیر کرایا۔ جس میں زمانہ حال تک بہت کم تغیر و تبدل ہوا۔
۲۹ مئی ۱۴۵۳ء کو سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کر کے نماز مغرب یہاں ادا کی
اور اس روز سے یہ کلیسا مسجد بن گیا۔

اس کا بیرونی روکار بالکل سادہ ہے۔ مسجد کے نیچے کھڑے ہو کر اس کا بڑا گنبد
اور دو فون جانب کے نیم گنبد بشکل دکھائی دیتے ہیں اس کے بیرونی مکانات
میں حمام اور دو کابین ہیں جس میں کسی قسم کی رنگ آمیزی یا بچی کاری بالکل نہیں
بانی کلیسا کا ارادہ تھا کہ اس کے بیرونی حصہ پر سنگ مرمر لگا کر اس میں گل
و بوٹے کی بچی کاری سے آراستہ کرے مگر کسی وجہ سے وہ اپنے ارادہ کی تکمیل
نہ کر سکا۔

مسجد کے مغربی پہلو میں پانچ دروازے ہیں۔ ان سے گزر کر ایک وسیع دالان
جسکی لمبائی ۲۰.۵ فٹ اور چوڑائی ۳ فٹ ہے ملتا ہے۔ اس دالان کا فرش سنگ
مرمر کا ہے دیواریں اور محرابیں بھی مرمر کی ہیں جن پر خوبصورت گلکاری کی ہوئی
ہے۔ اس دالان کے نوروز سے ہیں۔ ان سے آگے بڑھ کر مسجد کا وہ بڑا حصہ ملتا ہے

جس پر گنبد ہے ان نو دروازوں میں جو وسطی دروازہ سب سے بلند ہے اسکو شاہی دروازہ کہتے ہیں۔

مسجد کے وسطی کمرہ کا طول ۲۵ فٹ اور عرض ۱۱ فٹ ہے اس کمرہ کے چاروں جانب گیلریاں اور غلام گرد نشین ہیں۔ جن کی وجہ سے کل کمرہ کا عرض ۲۱۵ فٹ ہو جاتا ہے۔ یہ کمرہ کے زلزلہ میں اس کا گنبد گر پڑا تھا جس کے حضور سے عرض میں دوسرا گنبد تیار ہو گیا۔ جو اب تک باقی ہے اس گنبد کی بلندی ۱۷ فٹ اور قطر ۱۰ فٹ ہے۔

وسطی گنبد اور چاروں کونوں کے مرم گنبد اسٹھ زبردست ستونوں پر قائم ہیں۔ ان میں سے نیچے کے مہرابوں کے سنگ سماق کے چار ستونوں کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے ڈائنوسکے مندر واقع یونان میں لگے ہوئے تھے درمیانی ایوان کے چاروں کونوں کے سرخ رنگ کے سنگ سماق کے ستونوں پر قائم ہیں۔ یہ ستون جلجلیک کے بڑے مندر کی یادگار ہیں۔ گیلری کے ستون وسطی ستونوں سے ذرا چھوٹے ہیں یہ سب ایک نمونہ کے ہیں اور ہر رنگ کے کسی پتھر سے ایک ڈال کے ترسے ہوئے ہیں۔ تمام اندرونی حصہ مسجد میں سنگ مرمر کی تختیاں لگی ہوئی ہیں۔

جنین سے بعض دیوگی کاری کے کچھ نشانات باقی رہ گئے ہیں۔ مسجد کا تمام اندرونی فرش سنگ مرمر کا ہے۔

کہتے ہیں کہ دیواریں اور گنبد کسی وقت ستر پائیل بوٹوں اور قصابی سے آراستہ

مگر چار بڑے فرشتوں یعنی حضرت جبریل میکائیل اسرافیل اور عزرائیل کی قدیم تصاویر کے سوائے جو گنبد کے نیچے بنی ہوئی ہیں اور جن کو ایسا تبدیل کر دیا گیا ہے کہ تصاویر نہیں رہیں۔ کل باقی نقش و نگار یا متعلق ہو گئے یا ان پر چونا پھیر دیا گیا۔

چونکہ اس کلیسا کا رخ بیت المقدس کی جانب تھا اس لئے مسجد بنانے میں یہہ وقت پیش آئی کہ قیہہ جو بیت المقدس سے کسی قدر جنوب رو یہ ہے مشرقی دیوار کے عین وسط میں نہ آسکا۔ اس لئے اب مسئلہ دیوار کے معاذی نہیں بچا ہے جاتے۔ مشرقی دیوار کے قریب ہی ایک ستون پر ایک ہاتھ کا سرخ نشان ہے اس کے شعلہ کہا جاتا ہے کہ سلطان محمد ثانی جب قتل و غارت سے واپس آکر مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو ان کے ہاتھ کا نشان جو خون میں ڈوبا ہوا تھا یہاں لگ گیا لیکن یہہ ہتھ روایت نہیں معلوم ہوتی۔ گیلری میں ایک بند دروازہ ہے جس کے متعلق عیسائی بیان کرتے ہیں کہ فتح قسطنطنیہ کے وقت جو اسقف نماز پڑھا رہا تھا خوف سے کھیل اٹھ بھاگا اور اس دروازہ میں گھس گیا۔ اس وقت سے یہہ دروازہ بند ہے جب کبھی کوئی عیسائی قوم قسطنطنیہ فتح کرے گی اس وقت وہ اسقف باہر نکلا کر اپنی نماز ختم کرے گا مشرقی دیوار کے دائیں پہلو میں یہہ ہے اور اسکے مقابل میں سلطان اعظم کی ششگاہ ممبر کے برابر دائیں جانب موٹے حروف سے اللہ اور بائیں طرف مہر لکھا ہوا ہے۔ اسی قسم کی تختیاں چاروں طرف لگی ہوئی ہیں جن میں خلفاء راشدین اور حضرت امام رضا و حضرت امام حسین کے نام لکھے ہوئے ہیں۔

اس مسجد کے جنوبی مشرقی قینا اس کے سلطان محمد ثانی نے بنایا تھا۔ شمال مشرقی
 مینار سلطان سلیم ثانی کی یادگار ہے۔ اور مسجد کے صحن میں اس سلطان کی قبر بھی
 ہے۔ جنوب مغربی اور شمال مشرقی دروازے۔ سلطان مراد ثانی کے زمانہ میں تعمیر ہوئے ہیں
 یہ سلطان بھی صحن مسجد میں مدفون ہے۔

غیر مسلم بھی دور دورہ شاندار دیکھ آتے ہیں۔

ابا صوفیا کی پوری کہنیت جہد نماز کے وقت دکھائی دیتی ہے مصلیٰ کی
 بوجہ صغیر بوجہ بڑی ہونے کی۔ ہر گز کسی قدر ترجیحی رخ ہوتی ہیں۔ یہ وہ وقت
 ہے کہ نماز کے لیے ہر آدمی دل کا پلٹے ہیں۔ اور امیر و غریب کو دوش
 رس نماز پر بے مروتی کے لیے عجمت پیدا کرتی ہے اس کا بیان شکل ہے مسطور
 نے بھی یہ دلچسپ دیکھا ہے اس لیے وہ ان کا بیان ان کے الفاظ میں غالی
 اور لطف نہ ہو گا۔ نماز شروع ہو گئی اور ہم نے بلند چوڑے پر کھڑے ہو کر قرآن شریف کی
 اور تہ صغریٰ ایجا اور وہی آواز میں آواز کی۔ نمازیوں کو صف بستہ استاد اور پھر
 ماتر تہ بڑا اس ساتھ کو یہ جوہر و قیام میں مانتے ہوئے دیکھ کر دل میں کیسی چوڑی
 پائی تھی بالآخر خطیب نے نصرت کی۔ وہ بڑے بڑے عمر پر چڑھ کر کھڑے ہوئے ان کی طرف
 آیا۔ خطیب نے قریب اور اسامی کی نصرت کی۔ اس کے بعد دعا مانگ کر خطبہ پڑھا۔ یہاں
 میسر ہونے والی کی کے کہ جبکہ خطیب کا خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے اس کے بعد نماز ختم ہوگی

اور وہ سب جلد جلد گر چُپ چاپ مسجد سے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد ہم صاحبہ لکھتی ہیں۔ ہماری گرجاؤں کی طرح غازیوں کی قوجہ کو مائل کر نیکے لئے یہاں کوئی موسیقی ساز پھولوں کے ہار یا بیشمار پادری نہ تھے۔ بلکہ سب کچھ نہایت ہی سیدھا سادہ اکمال پر تھا اور دیکھنے والوں کو پورا پورا یقین ہوتا تھا کہ جو لوگ شریک عبادت میں وہ کسی رسم کی پابندی کی تکمیل نہیں کرتے۔ بلکہ فی الواقع خالق ارض و سما کی عبادت و پرستش سمجھکر ادا کر رہے ہیں۔

مسجد ایوب

۵۲۰ھ میں سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے مسجد ایوب کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہہ صحابی ۶۷۰ھ میں یزید بن معاویہ کے پایہ کاب ہو کر حبشیوں سے معرکہ آرا ہوئے اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب شہید ہوئے تھے۔ مرنے وقت اپنے فرمایا تھا کہ کوئی مسلمان بادشاہ قسطنطنیہ کو فتح کر کے میری تربت کی قدر و منزلت نہ کرے گا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر سلطان محمد نے بعد فتح شیخ شمس الدین علیہ الرحمۃ سے حضرت ایوب انصاری کے مزار کی بابت دریافت کیا۔ اور انہی بتائی ہوئی جگہ پر کہو دینے سے ان کے مدفن کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ اسی مقام پر یہہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کے مکمل ہو جانیکے بعد شیخ نے اپنے دست مبارک سے ایک تہذیبیہ سلطان کی کمر سے باندھی۔ اس لیے آج تک یہہ رسم روم میں جاری ہے۔ اور اس مسجد میں ہر نئے سلطان کی کمر سے حال و قال والے درویشوں کا پیرا اپنے ہاتھ سے تلوایا باندھتا ہے۔ یعنی موجودہ مجاہد نشین صاحب سے نیاز حاصل کیا۔

مسجد کے قریب ولے قبرستان میں دفن ہونا بہت شہرک سمجھا جاتا ہے اس مسجد
میں کوئی عیسائی قدم نہیں رکھ سکتا۔ میں نے عشا کی نماز اسی مسجد میں ادا کی۔ اور رقم میں شریک
مسجد سلطان محمد فاتح

یہ مسجد اس جگہ تعمیر ہوئی ہے۔ جہاں کسی زمانہ میں حواریوں کا کلیسا تھا۔ مگر اس زمانہ
زمانہ اور اقوام حواریوں کے حملوں کے باعث یہہ کلیسا بالکل تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ سلطان
محمد ثانی نے قسطنطنیہ کے ایک عیسائی معمار کے ہاتھ میں اس کی تعمیر کا کام سپرد کیا۔ اور ایک
رقم کی طرف سے بالکل مطمئن کر کے حکم دیا کہ ایک ایسی مسجد تیار کرے کہ اس کا جواب روم
زمین پر نہ مل سکے۔ ۱۳۷۱ء کے زلزلے میں یہہ مسجد شہید ہو گئی۔ اس لئے اس کی عظمت
اور خوبصورتی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ بعد ازاں یہہ مسجد نئے سرے سے بنائی گئی۔
لیکن قدیم مسجد اور موجودہ مسجد میں کوئی مناسبت نہیں کیونکہ وہ یونانی طرز کی تھی اور یہ
اطالیہ کے نمونہ کی ہے جسکی وضع اٹھارہویں صدی کی عمارتوں سے بہت ملتی جلتی ہے
پھر بھی اب صوفیا کی بہت شہادت اس میں پائی جاتی ہے روم کی مسجدوں کا کم و بیش
وہی نمونہ رکھا جاتا ہے جو شہر کی شاہی مسجد اب صوفیا کا ہے۔

مسجد کے باغ میں سلطان محمد ثانی کی تربت ہے۔ اس مسجد کا صحن بہت وسیع ہے
دیکھنے کے تمام شیشے سفید اور چونے گچی کی سفید دیواریں ہیں۔ اس سادگی اور سادگی کے
سے آنکھوں میں چکا چوندا جاتی ہے مسجد کے بیرونی حوض بہت بڑے بڑے ہیں۔

مسجد بایزید

اس مسجد کو سلطان بایزید نے اپنے ہاں حکومت کے ۲۹ سالہ لغایت سن ۸۷۷ میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کو کبوتر دہن کی مسجد بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں میکڑوں کبوتر رہتے ہیں جن کو لوگ دانہ پانی ڈالتے رہتے ہیں۔ روایت ہے کہ سلطان بایزید نے ایک جوہر اکبری غریب ہڑھ ہاتھ خرید کر اس مسجد کی نذر کیا تھا۔ اور یہہ کل کبوتر اس جوہر کی نسل بن گئے ہیں۔

یہ مسجد درخت کے نیچے اپنے دروازے پر ہے۔ جسے چڑھ کر مین واقع ہے۔ اس کی طرز خاص خوبی ہے۔ سن ۱۸۰۷ء اور ۱۸۰۸ء میں تعمیر ہوئی۔ اس کے ستون ایک ڈال کے بن کر تمام تنوں کا تنگ جدا ہے۔ کوئی بنہ رنگ کا ہے کوئی مرج کون رنگ مر مر کا ہے تو کوئی تنگ موٹی کا اس میں بابا ہمدان و شمشاد کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ یہ مسجد ایسی تیرک خیال کی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی انفرمون کی بجلی بھیڑا کر چڑھ جائے تو اسے کوئی جگہ سے نہ کوئی نہیں اُٹاتا۔ تجارتی کاروان اس مسجد کے چاروں طرف آکر قیام کرتے ہیں۔ مسجد کے بننے میں سلطان بایزید کا ہمارا ہند۔

مسجد سلطان سلیم اول

اس مسجد کو سلطان سلیمان اعظم نے اپنے والد سلطان سلیم اول کی یادگار میں تعمیر کرایا تھا۔ یہی وہ بادشاہ تھا جس کے زمانہ میں (۱۵۶۵ء تا ۱۵۷۴ء) کردستان۔ شام۔ مصر۔ عرب۔ سلطنت روم میں داخل ہوئے۔ اور اس زمانہ سے سلاطین روم کا لقب خادم الخلیفہ انیسویں قرار پایا۔

یہ مسجد بہت مختصر اور بہت ہی سادی ہے مگر کہا جاتا ہے کہ اس کا گنبد تمام مملکتینہ

درہند سب سے بڑا ہے اس پر کہ انعام بن سلطان سلیمان

الہیہ بنارہن کی قبر بنی۔

اور کہ یہ جو ترہ پر سے تمام شہر دکھائی دیتا ہے اس کے جنوب مغربی پہلو پر زمانہ

تقدیم کا ایک حوض ہے جس کا ہر پہلو تقریباً ۵۰ فٹ ہے۔

مسجد شاہزادہ

سلطان سلیمان آقہ نے یہ مسجد ۱۵۲۷ء میں اپنے شیرخوار فرزند محمد کی یادگار میں

بنائی تھی۔ یہ شہر شاہزادہ کہنی ہی میں فوت ہو کر اس مسجد کے صحن میں دفن ہوا۔ اس کے

ساتھ ساتھ سلطان سلیمان کے دوسرے بیٹے جہانگیر کی تربت ہے۔ شاہزادہ مصطفیٰ کا

مزار بھی یہاں ہے۔ شاہزادہ کی تربت ہے۔ شاہزادہ مصطفیٰ کا

شاہزادہ جہانگیر بھی دربار میں موجود تھا۔ وہ اپنے مقتول بھائی کی لاش سے لپٹ گیا۔

جہانگیر نے نہ صرف ملوم ہوا کہ اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔ آخر کار اس کو بھی بھائی کے

ساتھ ساتھ ہی لپٹ گیا۔

(۱) وہ دون قبرستان بہارہ فی وضع کی بجلی کاری کی ہوئی ہے۔ یہ مسجد شان

بہارہ میں ہمارے میں استاد زمانہ شمار کیا جاتا تھا کی بنائی ہوئی ہے۔ گراسی انجیر کی

بنائی ہوئی ہے۔ اس مسجد سے جس کو جامع سلیمانہ کہتے ہیں، اس مسجد کو کوئی مناسبت

نہیں ہے۔ یہ مسجد راستہ مقبرہ کو گیا ہے اس پر چینی کا کام کیا ہوا ہے یہ عمارت

بہت اچھی حالت میں ہے اور اس کی پورے ہی نگہداشت کی جاتی ہے۔

مسجد سلیمانیہ

اس مسجد کی بنیاد سلطان سلیمان اعظم نے ۱۵۵۰ء میں ڈالی۔ اور ۱۵۵۷ء میں سنان پاشا کی کوشش سے یہ مسجد تکمیل کو پہنچی۔ فنِ معماری میں اس انجینئر کے مقابلہ کا کوئی ترک آج تک پیدا نہیں ہوا۔ یہ مسجد قسطنطنیہ کی دوسری مسجد سے خوبصورتی میں بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے کے صحن کا طول ۱۹۰ فٹ اور عرض ۵۰ فٹ ہے صحن کے گرد سقفِ محرابین ہیں۔ جن کے ستون ننگ مرمر اور سنگِ خارا کے ہیں۔ ہر محراب کے اوپر ایک ایک گنبد بنا ہوا ہے۔

خود مسجد کا طول ۲۲۵ فٹ اور عرض ۲۰۵ فٹ ہے۔ اس کا گنبد ننگِ سرخ کے ایک ڈال چار ستونوں پر قائم ہے۔ دیواریں مختلف رنگوں کے مرمر کی ہیں۔ محرابِ مہر اور حبابی دار پر وہ جو سلطان کی نم زپڑھنے کی جگہ کے گرد لگا ہوا ہے وہ ننگِ مرمر کا ہے اور اُس پر کمالِ نقاشِ تراکات اور لطافت سے میل بولے بنے ہوئے ہیں۔ اس مسجد کا گنبد اندر کی جانب سے ۵۶ فٹ بلند ہے اور اوں کا دور ۸۶ فٹ ہے۔ ظاہرِ شان و شوکت میں یہ گنبد ابا صوفیا کے گنبد سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ یہہ بالکل صحیح ہے کہ فنِ تعمیر کے لحاظ سے یہ مسجد ابا صوفیا کو کہیں بہتر ہے۔ اس کی طرز۔ اس کا تناسب اس کی شان ابا صوفیا کو

انظروں سے گرا دی جی ہے مگر جو خرابا سو فیما کے دیکھنے سے دل پر بڑتا ہے ویسا بہان
یا کھل نہیں پڑتا۔

مسجد کا اندرونی حصہ رنگین شیشوں اور ایرانی وضع کے میل پوٹوں سے
مزین ہے۔

سلطان سلیم اعظم کی تربیت اس مسجد کے صحن میں ہی ہوئی ہے۔ خود قبرِ محمدی
درجہ کی دستکاری کے نوہ نظر آتے ہیں۔ قریب ہی ملکہ روشنگ کی قبر ہے یہ ملکہ
روسی نژاد تھی اور قید ہو کر سلیمان اعظم کے دربار میں آئی تھی۔ بعد ازاں حرم میں داخل
ہو کر اس نے وہ روز پکڑا کہ اپنے سوتیلے بیٹے مصطفیٰ کو خود اس کے باپ سے کہہ کر
مروا ڈالا۔ ملکہ روشنگ کا بیٹا جہانگیر مصطفیٰ کی نفش سے لپٹ کر مرو ہو گیا۔ ملکہ کا
دوسرا بیٹا محمد عالم کنہی میں مر گیا۔ آخر کار اس کا سب سے بڑا لڑکا سلطان سلیم کا
لقب اختیار کر کے سلطان سلیمان اعظم کے بعد تخت نشین ہوا۔ انھیں جھگڑوں میں
ملکہ کا بھی ہتھال ہو گیا۔ اور وہ اپنے خاوند سلطان سلیم کے پہلو میں
دفن ہوئی۔

جامع احمدیہ

اس مسجد کو سلطان احمد اول نے شہلہ عین بنو ناما شروع کیا تھا اور
چھ سال کے عرصہ میں اس کی تکمیل ہوئی۔

اس کے بیرونی صحن کے چاروں طرف محرابیں ہیں اور ان پر ۳ گنبد قائم ہیں

صحن کے وسط میں نوار ہے۔

اس مسجد کا طول ۲۳۸ فٹ اور عرض ۲۱۰ فٹ ہے۔ زیوارتوں کی انت
ستوفوں کی وضع اور کھڑکوں کی طرز بالکل یکساں ہے۔ اور مقابلہ میں اس
مبالغہ کیا گیا ہے۔ کہ کل عمارت میں ملا کر بالکل بھیک کی روئی۔ دو چوڑی کے ارد
گرد روغنی تختیاں لگا کر کسی قدر خوبصورتی پیدا کر دی۔ چنانچہ برجی اس میں
کی مسجد کو جیسا ہونا چاہئے اس کا عشر عشر بھی نہیں۔ اور اس میں نہ ہا۔ یہ عمارت
شتر مرغ کے اٹھ بے گنہارے کی زمین اور رچا۔ ہر
ہو سکھ میں

اند کی نسبت بابہ کا حصہ سیتدر عمدہ۔۔۔ پچا۔۔۔ ۱۱۔۔۔
فراٹر کے گنبد اور اس میں بندہ گنبد چھترے۔۔۔
سب کے چھترے۔۔۔ گنبد کل آگے۔

سب کے چھترے۔۔۔ آگے کے چھترے کے بلے۔۔۔ گنبد
فساد برپا کر دیا کہ کدنا۔۔۔ سن زمانہ تک صرف بیت اللہ خریف۔۔۔
آخر اس کا لہجہ میں ہوا کہ سلمان احمد نے کتبہ اللہ میں ایک بی مراد
اس سید کے گرد اپنے بڑے بڑے درخت میں کہ بابہ۔۔۔
دکھائی نہیں دیتے۔ کہتے ہیں کہ ہر درخت میں چار سو برس پہلے
پلے آئے ہیں۔

ٹھٹھہ کے ٹھٹھہ کھڑے ہیں اور جو تماشہ ہیں۔

یہاں اس وقت یہ آدمیوں کے ہجوم اور جگمگاتے صرف اسوجہ سے ہیں کہ سلطان المعظم
مرحبہ کو کسی ایک سجدہ میں جو چلے سے انتخاب کر لیجاتی ہے۔ نماز جمعہ پڑھنے کیلئے روفق افروز
ہوتے ہیں۔ آج بھی یوم جمعہ ہے اور رسم سلاطین کا محل طلوعہ باغچہ کے قریب کی مسجد میں داخل ہوتا
قرار پایا ہے۔ چنانچہ اسوجہ سے خاص شہر کے باشندے آس پاس کے رہنے والے ٹاک ٹاک
کے مسافر دور دور کے سیاح جو جن اتفاق سے آج یہاں موجود ہیں سب کے سب جلوں
سلطانی اور موکب ہایوں کے دیکھنے کے مشتاق نظر آ رہے ہیں۔

واقعی اس موقع پر قسطنطنیہ میں تماشائیوں کا حجم غیر ہوتا ہے اس سے قلب انسانی
پر اسلام کی شان و شوکت اور عظمت و جلال کا خاص اثر پڑتا ہے اور یہ رسم اپنی دلچسپی اور
اثر میں بمثل ہے۔ اس وقت اسکے دیکھنے کے لئے اکثر مغربز تماشائی ٹکٹ لیکر بیٹھے ہوئے ہیں
بہت سے یورپین سیاح بھی اجازت حاصل کر کے ایک خاص مقام پر جمع ہیں۔ فوج کی
آراستگی بھی قابل دید ہے اور انتظام کی غرض سے سیاہی محل شاہی سے دور وہیستیک
صف باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں اور منظر میں کہ موکب ہایوں کی آمد آمد کی اور سلطان کے
قصر شاہی سے برآمد ہونگی ذرا بھی خبر سنیں تو تمام راستے روک دین۔

میں ہوٹل میں عربی لباس پہنے ہوئے نماز جمعہ اور رسم سلاطین میں شریک ہونے
کیلئے تیار تھا۔ غارتخانہ انگلشیہ کی طرف سے ایک ملازم جو میرے ساتھ جائیکے لئے تھیں
کیا گیا تھا آیا اور میں گاڑی میں سوار ہو کر محل شاہی کے قریب کی مسجد میں جہاں رسم سلاطین ادا

ہونے والی تھی۔ گیا مسجد میں پیکر سلطان المعظم کے ملازمین خاص اور امام صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے قہرہ بلایا اور ہم سب لوگ سلطان المعظم کی آمد کے انتظار میں ایک ایسے کمرہ میں جہاں سے سواری آتی ہوئی بخوبی دکھائی دیتی تھی۔ جا کر بیٹھ گئے۔ چونکہ میں نمازیں بھی کر رہا ہوں اور اچھا اسلئے مجھے اس خاص کمرہ میں حاضر رہنے کی عزت بخشی گئی۔

میں کی مسجد میں مقام خطیب بہت بلند ہندوستان کی مساجد کے زیادہ بلند ہوتا ہے تاکہ لوگ دور دور تک اور بخوبی سن سکیں۔ یہ مسجد بہت ہی آراستہ ہے اور اسکی زیبائش و آرائش قابل دید ہے۔

ماہ جمعہ کے وقت سلطان المعظم کی آمد کا غل ہوا اب جلوس شاہی آہستہ آہستہ قصر شاہی تک پہنچا۔ سلطان کی طرف آتا ہوا نظر آیا اور ترکوں کے قومی نعرے پھونکے "یشا" کی آوازیں دی جوش اور خلوص قلبی کیساتھ ہر طرف سے بلند ہوئیں اور شائقان جمال سلطانی بصداد سلام بجا کر ملک سلطانی کے مسجد میں داخل ہوئے ہی موزن نے تکبیر کہی اور صدائے "اشد اکبر" سے دور دیوار گونج اٹھی۔

خلیفۃ المسلمین پیر امیان نے فوقانی تہذیب مسجد میں نماز ادا کی۔ ہم سب نیچے امام کے قریب تھے نہایت ہی حضور سی قلب اور خشوع و خضوع کیساتھ نماز پڑھی اور خطبہ بنا۔

سلطان المعظم کے حضور میں باریابی

بعد نماز جمعہ خلیفۃ المسلمین سلطان محمد خامس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو شاہی مین جو مسجد کے قریب ہی ملا ہوا تھا تشریف لے گئے اور اپنی شاہانہ عنایت سے مجھے یاد فرما کر فخر باریابی اور شرف دست گوئی بخشا اور ازراہ بندہ نوازی تقریباً مین منٹ تک سفر کیا بیت اللہ تشریف اور ہندوستان وغیرہ کا ذکر فرماتے رہے۔

سلطان اعظم مجھے کبھی زبان فارسی مین گفتگو فرماتے تھے اور کبھی ہندو لہجہ متوجہ زبان ترکی مین سوال کرتے تھے اور مین صوبہ موضع اُن کے سوالات کے جواب اور اکثر تمام ختم ملاقات پر خلیفۃ المسلمین نے بالطف خسر و انہ عہدہ داران شاہی سے جو اس وقت حاضر تھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اس عاجز کو تبرکات خلافت کی زیارت و جواہر خانہ و محلات شاہی کی سیر کرائی جائے اس فرمانِ سلطانی کو شکر عہدہ دارانِ حضور نے تسلیم فرمایا اور اس وقت سے انتظام کرنا شروع کر دیا اور مجھے یہ بھی کہا کہ متعاقب وقت معین کر کے اطلاع دینی گی کہ ایک افسر بھی بھیجا گیا جو آپ کے سب چیز مین دکھائیگا اور مقامات کی سیر کرائیگا۔

اس باریابی کے بعد چند اور عہدہ داران سے بھی جو اس وقت یہاں موجود تھے میری گفتگو ہوتی رہی ان مین سے اکثر فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبان جانتے تھے اسلئے مجھے ترکی زبان نہ جاننے سے کسی نوع کی وقت نہوئی۔ یہاں سے ہم اپنی قیام گاہ یعنی محلہ کو واپس گئے۔

حاکم اسلام مین اخوت اسلامی بھی بڑا زبردست اثر رکھتی ہے اور عوام ترک تو بہت ہی باخلاق ہوتے مین خصوصاً ہندوستانیوں کیساتھ جو محض اسلامی ہمدردی

دو خوش عقیدت سے سفر و روزانہ کر کے قسطنطنیہ پہنچے ہیں۔ بہت ہی محبت اور مہربانی و اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان بھی دوسرے ممالک کے مسلمانوں کیساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں تو کیا اچھا ہو۔

سہ پہر کو بعض قسطنطنیہ کے ذمی اخلاق احباب ہم سے ملنے کے لیے آئے اور وقت ملاقات سب نے باریابی کی مبارکباد دی۔

اسمعیل کمال بے بہر پارلیمنٹ جو ہمارے ساتھ پیراپلیس ہوٹل میں مقیم ہیں ان کی وجہ سے ہماری ملاقات و رابطہ ان کے عزیز صغی الدین بے سے بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے آج ہمیں ان مکان پر دعوت میں مدعو کیا تھا اور زمانہ و عنوان دعوتین منعقد کی تھیں۔ چنانچہ شام کو ہم وقت مقررہ پر مع اسمعیل کمال بے بعد مغرب ان کے مکان پر پہنچ گئے اور ٹوئزمین شریک ہوئے۔ بیگم صاحبہ زمانہ ٹوئزمین دعوت کی گئیں تھیں اس لیے وہ بھی تشریف لے گئیں چونکہ بیگم صاحبہ مسز سر بلند جنگ (خاندان مغلیہ سے ہیں) اس لیے ترکی خواتین نے انہیں اپنے ہی زمرہ میں سمجھا اور بہت محبت و اخلاق کیساتھ پیش آئیں۔ مردانہ زمانہ ٹوئزمین انواع و اقسام کے کھانے ترکی اور انگریزی اس ملک کے دستور کے مطابق تھے ان میں سے اکثر بہت ہی لذیذ اور خوش ذائقہ تھے۔

ترکی بی میان زبان عربی میں بیگم صاحبہ سے باتیں کرتی ہیں اگرچہ ایک عیسائی سمیٹا بھی مدعو تھیں جو زبان انگریزی و عربی میں بخوبی گفتگو کر سکتی تھیں۔ مگر چونکہ بیگم صاحبہ خود عربی دان ہیں۔ اور زبان انگریزی بھی جانتی ہیں اس لیے خواتین کریم صاحبہ سے کچھ زیادہ مدد نہیں ملی۔

سب نے عربی بول کر کام چلایا۔ ختم دعوت پر زمانہ اور زمانہ بن کس بجون نے خوش آواز گیت گائے۔ زمانہ میں خواتین نے ہیا لو بجایا اور انہوں نے ترکی گیت بھی گائے۔

بیگم صاحبہ نے میزبان خاتون کی استدعا پر اپنے والد ماجد نواب سرور الملک بہادر کی اور اپنی تعینف کردہ غزلین پڑھیں اور ترک خواتین زبان ہند کے اشعار سنکر غلط فہمیں زمانہ جلسہ میں قدیم اور جدید لباس پہننے والی بیبیاں شریک تھیں۔ بیگم صاحبہ کی فرمائش کرتے خواتین ترک نے ایک بی بی کو دہلن کے کپڑے پہنا کر ترکی طریقہ دہلن بنانے کا بتایا اور صبح اس طرح سے پہر پڑھتے اور مسرت باب جلسے ختم ہوئے اور ہم پیراپلیس ہوٹل کو واپس آئے

۲۹ جنوری ۱۹۱۷ء | ہم نے صبح کا وقت آج سیر و تماشہ میں صرف کر دیا۔ سہ پہر کو ہم کاوشا دزیبا و قاف کے دو تہانہ پر گئے انہوں نے ہماری خاطر بہت ہی پر تکلف چائے نوشی کی دتو ترتیب دی تھی۔ یہاں بھی زمانہ میں عربی زبان سے کام چلایا گیا۔ پاشا موصوف نے ازراہ محبت و اخلاق دعوت دیتے وقت ہی "وزمین بھی شریک ہونے کیلئے اصرار کیا تھا۔ لیکن ہمیں زیادہ تکلیف دینا پسند نہیں کیا۔ چونکہ آج شب کو ارنی لوگون کا جلسہ بال (قص) ہونی والا تھا اسلئے بعد چائے نوشی ہم پاشا موصوف سے رخصت ہو کر ہوٹل میں آئے۔ یہاں شب کو انیسویں کا جلسہ بال جو بہت ہی پڑھتے تھا۔ رات بہر رہا۔

باب پنجم

قصر قدیم اور قسطنطنیہ کی عدالتوں وغیرہ کی سیر

۳۰ جنوری ۱۹۱۷ء | آج ہم صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ محل شاہی کے ایک

عہدہ دار آئے اور بیان کیا کہ سلطان اعظم کے حکم خاص سے آپکو تبرکات خلافت کی زیارت
کرائی جائیگی۔ ہم اس مردودہ فرحت اثر کو ستر جلد تیار ہو کر ان کے ہمراہ روانہ ہوئے اور قصر قدیم
پہنچ کر محل کے احاطہ میں دروازہ چشمہ سرد سے داخل ہوئے۔ یہ محل بلحاظ اپنے منظر کے
نہایت ہی وافر و فریب اور خوشامی میں پیش ہے۔ یہاں محل کے ملازمین ہم سے نہایت ہی
ادب کیساتھ پیش آئے اور ایک ہنسیب عالی شان کمرہ میں جسکی آرائش و زیبائش قابل
دید ہے۔ ہمیں ایجا کر بٹھایا کچھ دیر بعد ٹوٹکی مرغ پالیون میں ہمارے لئے تہہ لیکر آئے
اور چڑاؤ سگریٹ کس میں سگریٹ پیش کئے ہم نے یہاں کی عمارتیں
دیکھیں جو بلحاظ قدامت کے بجز ایک دو کے سب کی سب سلاطین قدیم کی یادگار میں ہیں۔ ان
عمارتوں میں سب سے قدیم دروازہ کی بائیں جانب تھیوڈوسیوس کے ستون میں جنھیں ۳۶۹ء
میں کلوڈیوس نے گاتھوں پر فتح نمایاں حاصل کر کے بطور یادگار کے تعمیر کیے تھے۔ ساتھ
اسی سیدھے ہاتھ کی طرف باب ہالیون ہے اور اسکے نزدیک ہی شاہی دارالفرسب اور
سینٹ آسیرنی کا گرجا ہے۔

باب ہالیون کے باہر ایک خوشنما عربی وضع کی عمارت بنی ہوئی ہے۔ یہاں سلطان
محمد سوم کا چشمہ ہے ہم نے اسے دیکھا اور بانٹے چشمہ کے نام پر ایصال ثواب کی غرض سے

Claudius. Column of Theodosius

Church of St. Irene Goths

فاتحہ پڑھی۔ اور شمشاد کے درختوں کے جھنڈ میں سے ہوتے ہوئے بابِ سعادت سے گزر کر دیوان عام کی اس مشہور عمارت کو دیکھا جسے سلطان سلیمان اول نے تعمیر کیا تھا۔ یہاں ہم اُس مقام پر پہنچے جہاں جواہر خانہ شاہی کی عمارت ہے۔

یہاں ہم نے ایک بہت ہی خوشنما سونے کا مرصع تخت دیکھا جسے سلطان سلیم اول ایران کے شاہ اسماعیل کو سالہ ۱۰۱۷ء میں شکست دیکر لائے تھے۔ یہہ زمانہ قدیم کی صنایع کا بہترین نمونہ ہے اور بیش بہا جواہرات سے مرصع ہے۔

یہاں سلطان مراد چہارم کے وہ اسلحہ جنگ بھی رکھے ہوئے ہیں جو انہوں نے قسطنطنیہ اور کیوٹ ۱۶۳۷ء میں زین زیب تن کیئے تھے۔ اسی جگہ ایک خوشنما طلائی مرصع صراحی بھی رکھی ہوئی ہے جس میں دو نہار تراشے ہوئے ہیرے کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں جنہوں نے یہاں ایک پتیل کا پیالہ بھی دیکھا جس پر چاندی کا نہایت ہی عمدہ عربی طرز کا کام کیا ہوا ہے اور جس پر قاعدے کا نام کندہ ہے۔ یہہ شاہانِ ملوک کیرسھر کا رہنے والا بنو نطنین۔ رومی۔ اور عربی عہد کے قدیم سکے بھی یہاں رکھے ہوئے ہیں۔ اسی جگہ سلاطین قدیم کے تاج قدیم اسلحہ اور بہت سے بیش بہا جواہرات بھی چھنے دیکھے ہیں اس سکر کو بھی دیکھا جہاں بادشاہوں کی تخت نشینی کے وقت رسمِ تاج پوشی ادا کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کمرہ دیکھا جہاں خاندان شاہی کے بچوں کی رسمِ تسمیہ خوانی ہوتی ہے۔ یہہ کمرے نہایت ہی خوشنما اور بے مثل ہیں اور آرائش و زیبائش کے لحاظ سے تو اپنا نظیر آپ ہیں۔ اس کے بعد ہم نے وہ مکان دیکھا جہاں سلطان سلیم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں اور قرآن مجید رکھے ہوئے ہیں۔ یہاں سے ہم مسجد





1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 841. 842. 843. 844. 845. 846. 847. 848. 849. 850. 851. 852. 853. 854. 855. 856. 857. 858. 859. 860. 861. 862. 863. 864. 865. 866. 867. 868. 869. 870. 871. 872. 873. 874. 875. 876. 877. 878. 879. 880. 881. 882. 883. 884. 885. 886. 887. 888. 889. 890. 891. 892. 893. 894. 895. 896. 897. 898. 899. 900. 901. 902. 903. 904. 905. 906. 907. 908. 909. 910. 911. 912. 913. 914. 915. 916. 917. 918. 919. 920. 921. 922. 923. 924. 925. 926. 927. 928. 929. 930. 931. 932. 933. 934. 935. 936. 937. 938. 939. 940. 941. 942. 943. 944. 945. 946. 947. 948. 949. 950. 951. 952. 953. 954. 955. 956. 957. 958. 959. 960. 961. 962. 963. 964. 965. 966. 967. 968. 969. 970. 971. 972. 973. 974. 975. 976. 977. 978. 979. 980. 981. 982. 983. 984. 985. 986. 987. 988. 989. 990. 991. 992. 993. 994. 995. 996. 997. 998. 999. 1000.

خرقہ شریف میں گئے۔ اب ٹکڑا دقت ہو گیا تھا۔ یہاں تم نے جماعت کیساتھ نماز ادا کی۔ پھر اس
 کمرہ میں گئے جہاں خرقہ شریف رکھا ہوا ہے۔ یہ کمرہ نہایت ہی شہناز ہے اور اس کے چاروں طرف
 کلام پاک لکھا ہوا ہے۔ دروازہ پر سنبر پر وہ پڑا ہوا ہے۔ محافل کمرہ نے ایک طرف سے پردہ اٹھایا ہم اندر
 کمرہ کے اندر وہی حصہ میں سنہری جالی کا کٹھن بنا ہوا ہے اور اس جالی پر چہ پردہ پڑا ہوا ہے
 اُس پر بھی آیات قرآنی لکھی ہوئی ہیں۔ مگر اندر جائیکا حکم نہیں ہے۔ خرقہ شریف چاندی کے
 بکس میں رکھا ہوا ہے ہم نے اُسکی زیارت کی اور اسٹے پاؤن واپس ہوئے۔ ملاوہ ازین آنحضرت
 کا علم مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا
 شعلہ اور اسلحہ وغیرہ بھی رکھے ہوئے ہیں ان سب تبرکات کو ہم دیر تک دیکھتے رہے۔
 کہتے ہیں کہ یہ تبرکات سلطان سلیم اول یہاں لے آئے تھے۔ اور اسی وقت سے
 سلطان المعظم قسطنطنیہ خلیفۃ المسلمین قرار پائے۔ ان تبرکات کی زیارت کیلئے ہر سال پندرہ
 رمضان المبارک کو سلطان المعظم خود بھی تشریف لاتے ہیں لیکن کٹھن کی طلائی جالی کے اندر
 جائیکا حکم نہیں ہے۔ یہ اسی وقت کہلاتا ہے جب کوئی نیا سلطان تخت نشین ہوتا ہے۔

سلا یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مشہور چہرہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مشہور شاہ کعب بن زہر کو ایک قصیدہ کے
 صلین عطا فرمایا تھا۔ یہ قصیدہ اب قصیدہ بروہ اولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔

سلا۔ زمانہ قدیم میں خلفاء و سلاطین اسلام جنگ کے وقت اس علم مبارک کو اپنی فوجوں کے آگے
 جسر کا رکھا کرتے تھے۔ اور اس رايت ہمایون برکت کی بدولت دشمنان اسلام
 فتح و نصرت حاصل کرتے تھے۔

عمارات

ان چار تون کے حصوں کو بھی دیکھا جو اب تک منہدم ہوئے اور آفات ارضی و سماوی سے بچنے میں چنانچہ اب ہم سلسلہ وار ان قدیم محلات شاہی کے حالات ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ کرتے ہیں۔

قدیم محلات شاہی | سلطان المعظم کے محلات نہایت شاندار اور بلند تھا مات پر استنبول کی آبادی سے دوڑبہ ہرے تھے۔ یہاں کی بلندی سے نہایت شاندار اور پُر فضا منظر نظر آتا تھا۔

قدیم مجلس امین داخل ہو نیکے لئے استنبول کی تنگ گلیوں میں سے گزرنا پڑتا تھا لیکن یہاں آنے کے بعد مجلس کی شان و شوکت دیکھ کر عقل حیران ہو جاتی تھی۔ شمشاد کے درختوں کا بھنڈ دین کے درمیان جہاں قسطنطنیہ کا قدیم شہر واقع تھا قسطنطنیہ کے گنبد و مینار صاف طور پر نظر آتے تھے۔ یہاں ایک بازار میں سلطان طبرستان کا تختہ سکونت گزین تھے۔ اور عیش و عشرت و سترلی مخلفات کے پورے سامان نظر آتے تھے۔ ان شاندار محلات اور ان کے سنگ مرمر اور نہری کوئٹھوں میں ہر قسم کے پھولوں کے باغات فواروں کی رونق و نوریہ سے اللہ بیستہ کے قصوں کے مانند بہت شہر بھی ایک طلسمی شہر معلوم ہوتا تھا۔

سلطان عبدالمجید خان نے قدیم مجلس کو چھڑا کر ان غالب شان محلات میں قیام کیا جن کو ان کے والد مرحوم نے آبائے باسفر میں سے کھنڈے تعمیر کرایا تھا۔ اس وجہ سے قدیم مجلس رفتہ رفتہ ویران اور منہدم ہوتی چلی گئی۔ ایک دہائی آتش زدگی نے بھی اس کو بہت نقصان

پہنچایا۔ اور اب صرف بیرونی مکانات کے سوا زمین اور کچھ نشان باقی نہیں ہو شہر بپاہ کی دیوار چنڈ توپین چڑھی ہوئی ہیں۔ اور اذن میں متعدد دروازے بنے ہوئے ہیں۔ گران میں سب سے لمبا وہ مشہور ایک دروازہ ہے جو باب ہالیون کے نام سے موسوم ہے۔ یہہ خسر کے دروازوں میں سب سے بڑا دروازہ ہے۔ اس کے ہر دو جانب مختلف عمارت بنی ہوئی ہیں۔ مثلاً خزانہ عامرہ۔ اصل شاہی۔ سلخ خانہ۔ دارالضرب وغیرہ۔

طیخ: اسلحہ خانہ کا مکان جو اس وقت تک موجود ہے بڑی طین گرجا کی عمارت میں ہے جو ایک زمانہ میں سینٹ آیرنی کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔ اُس کو فتح کرنے کے بعد سلخ خانہ کے کام میں لائے اسی مقام پر بہت سے شہر وں کی قدیم کھجیان رکھی ہوئی ہیں جنکو سلاطین عثمانیہ نے فتح کیا تھا۔

دوسرے محن میں داخل ہونے کے بعد یہاں نہایت قدیم تھیا رون کا ایک عمدہ ذخیرہ لگا ہوا ہے جو سلاطین عثمانیہ کی یادگار میں بن کو اہوں نے خوریزڑائیوں کے وقت استعمال کر کے اپنی بہادری کا نمایاں ثبوت دیا تھا۔ اس مقام پر بڑے بڑے وزراء اور امیر قید کئے جاتے تھے جن پر عتاب شاہی ہوتا تھا اور یہاں اُن کو موت کا حکم سنایا جاتا تھا اور نشانی تیر بناے جاتے تھے۔

اس راستہ کے بائیں جانب جو دروازہ تھا اُس کا نام دروازہ دریانی تھا۔

St. Irene

۵۴

Byzantine Church

Orta Kapu.

۵۵

دوسرے صحن میں سوائے سلطان کے دوسرا شخص سوار ہو کر داخل نہیں ہو سکتا تھا اور وہ سلطان
 ٹھوگا ٹھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لاتے تھے۔ صحن میں صرف راستہ پر چھپر کا فرش کیا گیا تھا۔ اور
 زمین کے بقیہ حصہ میں گھاس لگی ہوئی تھی۔ اور اطراف میں شمشاد کے درخت سایہ فگن تھے۔
 اور ان میں انوار سے چھوڑا تے تھے۔ باجائنگا۔ حرم کے ستون لگے ہوئے تھے۔ نرناہ عمارت
 بھی اسی مقام پر واقع تھا۔ تمام صحن میں دائیں جانب دفاتر اور باورچیخانہ تھے۔ اور بائیں جانب
 مختلف دیگر عمارت کے محافل خانہ اور دیوان کا ہال (بڑا کمرہ) تھا۔ بڑے خواجہ سرا کا دفتر بھی
 اسی مقام پر تھا۔ گوشہ خانہ میں ہر قسم کے خلعوں کا ذخیرہ موجود رہتا تھا۔ اور جن شخصوں پر سلطان المعظم
 کی عنایت مبذول ہوتی تھی ان کا خلعت فرست کیا جاتا تھا۔

ہر ہفتہ میں ایک معینہ روز پروان کے کمرے میں ایک انصاف کی کمیٹی منعقد ہوتی تھی
 جس کے صدر وزیر اعظم ہوتے تھے۔ جس میں سلطان کا رعایا میں سے ہر ایک فرد کو اگر کوئی شکایت
 کرنا ہوئی تو وہاں حاضر ہو کر بیان کرنے کی عام اجازت دی جاتی تھی۔ یہاں مرعی و مدنی نسب
 دونوں مذاہب موجود تھے جو اپنے مقدمات کی پیروی کیا کرتے تھے اور وزیر اعظم ان میں ہوتا جس کے
 فیصلے صادر کرتے تھے۔ چونکہ یہاں سے ایک خفیہ رسالہ سلطان المعظم کے محل تک جاتا تھا
 اور اکثر فیصلہ کرتے وقت اس بات کا خوف رہتا تھا کہ شاید سلطان المعظم پس پر وہ کہے
 دیوے مقدمات کی کارروائی کو ملتے ہوں۔ اس لیے ہمیشہ انصاف کو مد نظر رکھ کر مقدمات کا
 فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔

دیوانخانہ کے قریب سفیون کا کمرہ تھا جہاں سلطان المعظم ملک خیر کے مادرشاموں کے

ایلیچون کی عرض معروض سماعت فرمایا کرتے تھے۔

آغا یان بیرون | مجلس کے بیرونی حصہ میں بیٹھ : دونوں مکان واقع تھے

اور عام طور پر رہنے ہوئے تھے۔ ان میں دن کے وقت مافسرون، محافظوں۔

اور ملازمین وغیرہ کا ایک مجمع کنیہ جمع رہتا تھا اور یہ لوگ آغا یان بیرون کے

نام سے منسوب کئے جاتے تھے اور ان میں سے کسی شخص کو بھی تیسرے مال

میں بہان سے کہ سلطان اعظم کے خاص و فقر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے داخل

ہونی کی اجازت نہیں تھی۔

آغا یان اندرون | اس اندرونی حصہ کا نظام آغا یان اندرون کو سپرد تھا

پیسے ادن کو فلاران کے چار سکانات اور خواجہ سراؤں کی دو پلٹنوں کا نظام

کرنے پر مامور تھا۔

باب السعادت

”بِسْمِ السَّعَادَةِ“ سے گزرنے کے بعد ایک عجیب و غریب منظر نظر آتا تھا۔ پہچان

بیرون کے منظر کے صحیح سے سمجھانے کے لیے ایک وسیع باغ تھا۔ یہاں بہت سے دیگر مسلسل چوٹی

اور چمکاتے ہوئے عمارتیں موجود تھیں۔ یہ سب چمک رہی تھیں اور رنگہ رنگ تھیں۔ خاص

نظر سے پرکشاکش اور انوار سے نہایت شاندار اور عمدہ تھا۔ مجلس کی مسجد کے قریب خانہ

غلاموں کے شاندار کمرے۔ خواجہ سراؤں کے مکانات پر فیض احام۔ شاہی خزانہ
سب قابل دید عمارتیں تھیں۔

خزانہ شاہی | خزانہ شاہی میں بیش قیمت جواہرات موجود تھے جن کی چمک نہ
انکھ بچرہ ہوتی تھی۔ مختلف اقسام کے قیمتی تحائف جو دیگر حاکم کے بادشاہوں
نے سلطان کے پاس بھیجے تھے موجود تھے

۱۲۰۰ء میں ایک مرتبہ خزانہ شاہی میں آتشزدگی کی وجہ سے نہایت بیش
قیمت سامان تباہ ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ قدیم ہائریٹیسم کے زمانہ کا ذخیرہ اور
اب خانہ بہار کا بیڑا بھی آگ کے نذر ہو گیا۔ مگر سلطان سلیمان کے
زمانہ سے ان چیزوں میں دوبارہ اضافہ کیا گیا۔

شاہی حرم سرا | محسّر کے تیسرے حصہ کے آگے ایک نہایت عالیشان دیوار
تھی اس میں داخل ہونیکے لئے صرف ایک راستہ تھا۔ چار دروازہ تھے ان میں
دو برجی اور دو لوبے کے تھے جہاں شب و روز حبشی خواجہ سرا پہرا دیتے رہتے
تھے۔ اسکے آگے ایک بڑا وسیع باغ تھا جس کا سلسلہ سمندر کی دیوار تک چلا گیا تھا
یہاں شاہی حرم سرا کی متعدد عمارتیں تھیں حرم شاہی میں سلطان احمد کے سوا کوئی
دوسرا مرد داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ نیز بڑے خواجہ سرا کو بھی اندر داخل ہونیکے لیے شاہی

اجازت لینی ضرورت تھی۔

ہر ایک سیکم یا خانم کے لئے ایک علیحدہ محل مقرر تھا جس میں دس بارہ کمرے ہوتے تھے اور متعدد پیرتارین اون کی خدمت کے لئے مقرر ہوتی تھیں۔ دوسری بیگمات کے لئے اون کے مرتبہ اور شہمت کے موافق مکانات مقرر ہوتے تھے۔

| | |
|----------------|----------------------------------------------|
| آغا یان بیرون | محلات شاہی کا انتظام آغا یان بیرون و آغا یان |
| آغا یان اندرون | اندرون کے سپرد ہوتا تھا۔ |

آغا یان بیرون کے سپرد بیرونی دو محلات کا انتظام ہوتا تھا۔

بوستان جی باشی | بوستان جی باشی یعنی باغبان خاص کی خدمت

نہایت اعزاز کی ہے جو شخص اس خدمت پر مقرر ہوتا تھا وہ مجلس شاہی کا منظم اور سلطان اعظم کے بانات اور محلات میں گرا کا نگران رہتا تھا۔ کیر و مار مورا۔ اور آبنائے باسفورس کے ساحلوں۔ بحیرہ سودسے لے کر دریائے نیل تک کی نگرانی اس کے سپرد ہوتی تھی اور ان مقامات پر کوئی شخص بغیر اجازت نہ لے کر کوئی جدید تعمیر کر سکتا تھا اور نہ کسی عمارت کو مسمود کر سکتا تھا۔

قسطہ ظنیہ کے مضافات کے جنگلات کا ان کے سپرد ہوتا تھا۔ شکار گاہ شاہی اور میرماہی کی خدمت کے بھی ان کے سپرد ہوتا تھا۔

چونکہ اکثر حج مصروف بکار تھے اور صدرا علی اتفاق کو آج موجود نہ تھے اس لئے مجھے صرف دو عین حجوں سے جو اس وقت تک اجلاس پر نہ گئے تھے بات چیت کرنے کا موقع ملا۔ ابھی تک یہاں حجوں کی نحو امین ایسی نہیں ہیں کہ ملک کے لائق ترین اشخاص حجی کی طرف متوجہ ہوں لیکن ہر خبر میں اب ترقی اور اصلاحیں ہوں۔ جو بن اس سے اسید ہے کہ عدالتوں کی حالت بھی بہت جلد بہتر ہو جائے گی۔ سمجھنے یہاں کے دفتر اور کتب خانہ کو بھی ایک نظر دیکھا اس مکان میں پہلے کوئی امریتے تھے یہ نہایت ہی شاندار ہے لیکن سب چیزیں ابتدائی حالت میں ہیں۔

عدالتوں کے دیکھنے کے بعد ہم جدید یونیورسٹی دیکھنے کیلئے گئے۔ اس کی ایک شاخہ میں ہوئی ہے اور اب یہ ایک امیر کے محل میں منتقل ہوئی ہے۔ لیکن یورپ کی تعلیم گاہوں کے مقابلہ میں تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ نام نہاد سلطنت عثمانیہ میں تعلیم کا جو چا گھر گھر ہے اور ابتدائی و اعلیٰ تعلیم میں بوناؤ و ترقی ہو رہی ہے اور اب جس طریقہ پر نظام ہر رہا ہے وہ نہایت بہت بہت کم اکثر عہدہ داران یونیورسٹی سے بھی ملے ان میں بعض بہت ہی قابل اشخاص ہیں اس وقت قانونی لیکچر ہو رہا ہے وہاں موجود تھے ان کو بھی سنا اور پروفیسر سے بھی ملاقات کی یہ بہت ایک لائق شخص ہیں جو عہدہ دار مجھے ہربانی فرما کر ان مقامات کو دکھا رہے تھے

انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ناموں کی صحیح فہرستیں مجھے عنایت فرمائیں گے کیونکہ اس قدر صاحبوں سے مجھے نیاز حاصل ہوا کہ ان سب کے اوصاف بیان کرنے کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔

بہنہ بہان جس قدر وفات دیکھے اُن سب کی حالت بالکل ہی ناہم کردہ انسٹی ٹیوشن کی سی ہے مگر آثار ترقی کے نمایان ہیں۔

دوپہر کے کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم ٹرے ترکہ بازارہ کی سیر کر کے گئے اور شام تک مختلف دکانوں کی سیر اور خرید و فروخت کرتے رہے۔

بائششم باسفورس کی سیر

یکم فروری ۱۹۱۷ء | ہم آئیائے باسفورس کی سمت آئیائی فینچے کیلئے گئے استقبال کے بل پر سے ٹکٹ لے کر جہاز میں ۱۰ اہل ہوئے۔ جب منازیرہ گاہ سے گزرا ہے تو وہ تمام شہر و عمارات جو لب ساحل واقع ہیں اُنظر آتی ہیں اور ان کے مناظر نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں

(۱) سب سے پہلے ایک مینار نظر آتا ہے جو مال میں تعمیر کیا گیا ہے

جس کا نام قزقلیشی یا مسیدان ^{۵۲} نامور ہے۔

(۲) پہاڑ بلگرلو ^{۵۳} کے راستہ میں لڑکیوں کے بڑھنے کے لئے امریکن کالج بنا ہوا ہے مشرقی لڑکیوں نے یہاں بہت ترقی کی ہے اور سیکڑوں لڑکیاں بی اے کی ڈگری حاصل کر چکی ہیں۔

(۳) یہاں سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر شمشاد کے درختوں کا ایک محل ہے دہان بیوق مزارستان ^{۵۴} یعنی ترکوں کا ایک بڑا قبرستان ہے قسطنطنیہ کے عثمانیہ فرقہ کے لوگ اس وجہ سے کہ یہہ زمین ایشیائی سرحد میں واقع ہے یہاں دفن ہونا بہت نواب خیال کرتے ہیں۔

کیونکہ ایک زمانہ میں یہہ لوگ ایشیائی سے آکر سکونت گزین ہوئے تھے مسجد ^{۵۵} چینیلی جو سنہ ۱۲۹۷ء میں تعمیر ہوئی تھی نہایت خوش وضع بنی ہوئی ہے یہاں ہننے نماز ظہر پڑھی اسی مقام پر حال وقال والے رفاہی درویشوں کے فرقہ کا ایک تکبہ ہے یہاں ہر شنبہ کو ان کی ایک مجلس منعقد ہوتی ہے۔

ہمارا ارادہ ان کی مجلس میں شریک ہونے کا تھا لیکن اس دن اور کاموں کی وجہ سے شنبہ کو ہم دہان گئے۔ صرف مکان ہی مکان دیکھا۔

Maiden's tower ^{۵۶} Kiz Kuleshi ^{۵۷}

Buyuk Mezaristan ^{۵۸} Bulgurlu ^{۵۹}

Chinili Mosque ^{۶۰}

مسجد جامع | جہاز کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ایک جامع مسجد ہے جس کو ترکی میں بیوق جامع کہتے ہیں۔

یہ مسجد ۱۵۷۷ء میں ذمی عظمت سلطان سلیمان نے اپنی لڑکی ہہامہ کی یادگار میں تیار کروائی تھی۔

پہاڑ بنگرلو | بلگرلو پہاڑ کی چوٹی کے جنوبی ڈھلان پر سقوطی واقع ہے۔ یہاں کا منظر نہایت شاندار اور دل فریب ہے۔

یاگز نرٹاٹن | اس زمانہ میں اس پہاڑ پر متعدد پارک اور تفریح کے مقامات بنے ہوئے تھے۔

سقوطی | مشرقی شہر دن میں ایک مشہور مقام ہے قسطنطنیہ کی آبادی اور شہر میں زیادتی ہونے کی وجہ سے سقوطی کی رونق میں کسی قدر فرق آگیا ہے۔

سقوطی کے نام کی وجہ تسمیہ یہ خیال کی جاتی ہے کہ یہاں ایک زمانہ میں سقوطی نوج یاڑ مال بردار رہا کرتی تھی۔ مگر بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ انھوں نے اس پر اس کی لفظ نہیں ہے بلکہ ایک فارسی لفظ ہے جس کے معنی شاہی خرچ کے ہیں۔

یہودیون کا ایک گاہ | یہاں سردار یہودی کے

Shield-bearers of Guntari

of Bryukhina.

Chief Rabbi of Louis Counjouk of Usker.

رہنے کا سرکاری مکان ہے۔

ہیلرٹی۔ راستہ میں ایک ترکی گاؤں بھی نظر آتا ہے جس میں سلطان عبدالغیر کا

بنوایا ہوا ایک سنگ مرمر کا محل نہایت مشہور ہے۔ یہ محل دریا کے کنارے پر

بتا ہوا ہے اور سنگ مرمر کی سیڑھیاں لب سمندر تک بنی ہوئی ہیں اس کے پیچھے

ایک خوبصورت باغ ہے محل میں نہایت عالیشان اور شاندار کمرے بنے ہوئے

ہیں اور ترکی طریقہ پر سجائے گئے ہیں شہزادی یوحنا جب ۱۹۱۷ء میں سلطان

کی مہمان ہوئیں تو اسی محل میں فروکش ہوئی تھیں

کنیڈریلی۔ میں انگلہ برون کی ایک چھوٹی بستی ہے اس کی جوڑی کے قریب ایک

استان ہے جب آبنائے باسفورس کے قریب کسی مقام پر یا شہر میں آگ لگ جاتی ہے

تو یہاں سے توپوں کے ذریعہ سے اطلاع دی جاتی ہے۔

ونیکولی۔ اکی پہاڑی برج بکھریا دیکھنے سے آبنائے باسفورس کا بہترین منظر نظر آتا ہے

جبکہ سورج کی آخری سرخ شعاعیں بوقت غروب استنبول کے میناروں پر پڑتی ہیں

اور وہ پہاڑیاں جو سیاہ شمشاد کے گنجان درختوں سے ڈھکی ہوئی ہیں فاصلہ سے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑی کے ہر دو جانب قلعہ کی دیواروں کا سلسلہ دور تک

جلا گیا ہے

یہ نظارہ چاندنی میں بھی نہایت دل فریب نظر آتا ہے اور اس کی کیفیت اجاڑ

تھوڑے سے باہر ہے۔

سمندر کے کنارے کنارے سلطان اعظم کے محلات کا سلسلہ دور تک
چلا گیا ہے جس میں سے اب بہت زیادہ خراب و سمار ہو گئے ہیں اور اپنی بربادی کا
منظر دکھا رہے ہیں خصوصاً چاندنی میں ارن کی چمک بھیا تک اور ڈراؤنی معلوم
ہوتی ہے۔ ایشیا کے آئینہ شیریں کی گھائی میں لوگ جمعہ کے روز تفریگیا جاتے ہیں
اور مختلف قسم کے جلسے کرتے ہیں۔

بیکوزر آبنائے باسفورس کے کنارہ پر ایک چھوٹا گاؤں ہے ایک بڑا کاغذ سازی کا
کارخانہ اور سنگ مرمر کا محل سلطان محمد علی کا بنوایا ہوا یہاں موجود ہے۔
بیکوز کے مقام پر گریبون کے موسم میں تفریگیا جانا بہت بھلا معلوم ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی
دو عتین بھی یہاں دمی جاتی ہیں۔

جبل شیطین پر جانے کے وقت یہاں سے گزرنا مناسب ہے کیونکہ اس پہاڑ پر
سے بھرا سوڈا اور آبنائے باسفورس کا نظارہ نہایت پر لطف معلوم ہوتا ہے۔
اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک چھوٹی مسجد اور ایک بینٹل فینٹ لمبی قبر بنی ہوئی ہے
یونانیوں کا یہ خیال ہے کہ انیکس بادشاہ بربوسیر کی قبر ہے۔

ترکون کی روایت کے موافق حضرت بلشع بن فون کی قبر یہاں ہے روایت

Beicos

۷

Sweet Waters of Asia

۷

Anycus .king of the Helyces of Black Sea .

۷

مشہور ہے کہ یہ ایک غیر معمولی قد و قامت کے تھے اور وہ ساحلون پر باؤن بھلکھڑے ہو جاتے تھے اور جہاز اُن کے پاؤں کے نیچے سے ہو کر گذر جایا کرتے تھے۔
اناطولی قواغ | ابناے باسفورس کی بندرگاہ ہے جسکے قریب روشنی کا مینار ہے۔ یہاں قرطینہ کے دفتر میں اور جو جہاز یہاں سے بحر اسود میں داخل ہوتا ہے اسکی اطلاع دفتر میں کرنی پڑتی ہے غرض ہم خوب سیر کرنے کے بعد شام کو اپنے قیام گاہ واپس آئے۔

۲۴ فروری ۱۹۱۹ء | آج صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم سمت یورپ کے ساحل کو گئے جو ابناے باسفورس کے ایک جانب واقع ہے یہ نہایت عمدہ اور قابل دید ہے۔ باسفورس دیکھنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ استنبول کے پل پر سے جہاز میں بیٹھ کر سیر کے لئے روانہ ہونا

۱۔ باسفورس کے لغوی معنی یونانی میں ”راہ گوا“ ہیں زمانہ قدیم کا ایک فصد ہے کہ جو بیٹر ویولتے آئو کو بیٹھایا دیا تھا اور وہ اس مقام پر ڈوب گیا۔ اس لئے یہ جگہ باسفورس کہلانے لگی ترکی میں اس کو یوقاٹر کہتے ہیں۔ جس کے معنی ”درہ“ ہیں۔ کیونکہ ایشیائی اور یورپین ساحل کے پہاڑوں میں یہ مقام حد فاصل ہے۔ اس کا طول تقریباً تیس میل اور عرض زیادہ سے زیادہ دو میل ہے۔

۲۔ ان اسپٹرون کا ہیڈ کوارٹر غلطہ کے پل کے قریب ہی ہے۔

ہم نے بھی سیر کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا ۔

چنانچہ جن مقامات کا ذیل میں حال لکھا جاتا ہے وہ جہاز پر سے نظر آتے ہیں ۔

استنبول کے بل پر سے مختلف قوام کے لوگ انواع و اقسام کا لباس پہنے

ہوئے گذر تے نظر آتے ہیں اور دور سے یہہ نظارہ نہایت پر لطف معلوم ہوتا ہے ۔

گودمی جدید پیل اور توپ خانہ کے درمیان سمندر کے کنارے پر بنائی

گئی ہے وہ نہایت عمدہ ہے و قرقطخان صحت کے قریب زمانہ سابق میں ایک

بیمار تھا جس پر سے لڑائی کے وقت بہاری بہاری زنجیریں استنبول تک

اس وجہ سے ڈال دی جاتی تھیں کہ نفیم کے جہاز گولڈن ہارن ۔ شاخ زرین میں

داخل نہ ہو سکیں ۔ گودمی کے اختتام پر غلطہ کا محصول خانہ ہے ۔ یہیں شاہی توپ

و بندوق و اسلح سازی کا کارخانہ بھی ہے ۔ اس کارخانہ میں بند و قبیلہ تیار کیا

تفنگ و بخرہ و نیز توپوں کی گاڑیاں بنائی جاتی ہیں اور توپوں پر ہینقل بھی کیا جاتا

ہے یہاں ایک سنگ مرمر کا فوارہ ہے یہ فوارہ سلطان احمد ثالث نے بنوا

کر وایا تھا ملا وہ ازین یہاں سلطان محمود ثانی کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی

۱۷ سلطان محمود ثانی نے جب ۱۰۶۱ اپریل تک ۱۷۱۷ء کو حاکم کے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تھا تو اس میں اس

زنجیریں ڈاکر بندر کا راستہ روک دیا گیا تھا اسلئے ناچار ہو کر اسکو نکلے میں جہاز چلا کر قسطنطنیہ میں لائے ۔

Galata Custom House or Golden Horn

Imperial Arsenal .

جس کے عہد حکومت میں ماہ جون ۱۵۲۷ء میں جان نثار یون کو شکست ہوئی تھی باز آ
کے دوسری جانب توپ خانہ کی بارگین فندوقلی (ایک ترکی بازار) میں بنی ہوئی ہیں
اس کی پشت پر وزیر توپ خانہ کا دفتر اور ایک جنگی مدرسہ ہے

سفارت جرمنی کا محل ۱۵۷۵ء میں تعمیر ہوا ہے جو نہایت خوشنما اور باندی پر
واقع ہے۔

مقبرہ خیر الدین پاشا آئندے باسفورس پر ایک بڑے بازار میں خیر الدین پاشا
کا مزار ہے۔ ان کو اہل یورپ ترکی باربروسا کہتے تھے۔ یہ شخص ابتدا میں ایک
بحری لیڈر تھا آخر کار اس کی طاقت اور اثر بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے سلطان
سکیمان نے بحیرہ متوسط اور اس کے گرد و فواح کے جزائر اس کے تحت میں کر دئے
اور اس کو بحری اختیارات وزیر اعظم کے مساوی دے گئے اس نے مائل شمالی
آفریقہ کی بحری طاقت کو نہایت قوی بنا دیا اور اس کو سلطان کی ماتحتی میں داخل
کر دیا۔ خیر الدین پاشا کا انتقال ۱۵۷۷ء میں ہوا۔

محل چراغان محل چراغان سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا اسکی تعمیر سلطان عبدالغیر نو کے

Fundukli.

۱۵

۱۵۲۷ء اس بازار کو شاطوش کہتے ہیں جسکے معنی گہوارہ والی مسجد کے ہیں اور اسکی دہائیہ یہ ہے کہ خیر الدین پاشا

کی قبر وہاں واقع ہے بالکل گہوارہ کی شکل کی ہے۔ ۱۵۳۰ Turkish Barbarossa

۱۵۴۰ء سلطان عبدالحمید خان ثانی نے بھی اس محل میں رہنے کی اجازت بعد غزولی چاہی تھی لیکن یہ درخواست
نامنظور ہوئی۔

زمانہ میں ہوئی یہ محل نہایت شاندار تھا۔ سلطان عبدالغیر کے معزول ہونیکے بعد
اون کی آخری درخواست یہ تھی کہ اون کو اسی محل میں سکونت کی اجازت دی جائے
یہہ منظور بھی ہو گئی مگر معزول شدہ سلطان کو کچھ زیادہ عرصہ تک یہاں رہنا نصیب
نہیں ہوا وہ یہاں ایسی حالت میں پائے گئے جبکہ تمام شاہ رگیں کٹی ہوئی تھیں اور اون
سے خون جاری تھا۔ اسی وقت ان کو قریب کی عمارت میں منتقل کر دیا گیا جہاں
بتاریخ ۱۳ جون ۱۹۱۷ء ان کا انتقال ہو گیا۔ بعد ازاں اس محل میں سلطان مرزا
نے جو سلطان عبدالغیر کے بعد تخت نشین ہوئے سکونت اختیار کی مگر یہ وہ
خرابی صحت ۱۳ اگست ۱۹۱۷ء کو معزول کر دئے گئے ہمارے پہنچنے سے چند
روز قبل یہہ محل جل کر خاکستر ہو گیا تھا۔

مسجد حمید علیہ یہہ مسجد سلطان عبدالحمید خان نے تعمیر کروائی تھی جو قصر بلڈر
کے قریب واقع ہے۔ سلطان عبدالحمید خان ہر جمعہ کو اس مسجد میں نماز جمعہ اور رجم
سلاطین ادا کرتے تھے۔ مگر موجودہ سلطان اعظم محمد خان خامس ایدائش ملکہ و سلطنت
نے اس طریقہ کو تبدیل کر دیا ہے اور اب باری باری سے بڑی مساجد میں نماز جمعہ
ادا کی جاتی ہے اور جلوس سلطانی کا انتظام بروقت کر دیا جاتا ہے ہم جس جمعہ کو سلطان
اعظم کے سلام کو حاضر ہوئے اس روز آپ نے مسجد نبی والدہ میں جو قصر
الولہہ باغچہ کے قریب واقع ہے نماز جمعہ ادا فرمائی تھی۔ اس کے قریب ایک مربع سطح زمین

گھنٹہ گھر بنا ہوا ہے۔ یہہ ایک خوبصورت عمارت ہے جس کو سلطان عبدالحمید خان کی والدہ مکرمہ نے تعمیر کروایا تھا۔

مسجد نبی والدہ یہہ مسجد والدہ سلطان عبدالغفر نے شہ عین تعمیر کروائی ہے جو بلجیانا عمارت موقع نہایت شاندار اور پرفضا ہے اور طولہ باغچہ کے قریب اور ٹی کوئی پوائنٹ پر واقع ہے۔ اسی مقام پر دو جدید عمارتیں واقع ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مشابہ ہیں یہہ مکانات سلطان عبدالحمید خان کی صاحبزادوں کے رہنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ ان کی دوسری جانب وزیر بحری کی رہائش گاہاں دو در تک چلا گیا ہے۔ اسواد و چار عمارتوں کے قریب خانہ کے کنارے کی تمام عمارات و محلات وغیرہ سب ملک شاہی ہیں۔

بیک - بیک میں باغ عامہ ہے جہاں کو پہلے ملاقات کی کوشک واقع تھی اسی مقام پر سلطان اعظم اپنے ذرا اور سفیرون وغیرہ سے زمانہ سلاطین خفیہ طور پر ملاقاتیں کیا کرتے تھے۔ باغ کے شرقی جانب حلیم پاشا کے فائدان کا محل ہے اور خدیو مصر کی والدہ کا گرامائی محل ہے۔ گافون میں انگریزوں اور جرمنیوں کی بستیاں ہیں۔

رایبرٹ کالج - دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر بڑے بیک کے قریب ریمٹ کی بج ہے

Ortakeupoint. ۵۱ Yeni Validah Mosque. ۵۱

Kiosk of conferences ۵۲ Bebek. ۵۲

جو ریورینڈ سائرس ہلن۔ ڈی۔ ڈی۔ اور سٹری رابرٹ نے تیسر کر دیا تھا یہہ
 نیویارک کا سوداگر تھا اور اس نے ایک بہت بڑی رقم سے کالج کی امداد کی تھی
 یہاں مختلف اقوام کے طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ کالج کے متعلق ایک عجائب خانہ بھی
 ہے۔ آبنائے باسفورس اور مارمورا میں جس قدر اقسام کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں
 یہاں موجود ہیں۔ نیپٹون کی مین جس قدر پرندہ ہیں اون کا بھی یہاں عجائب خانہ
 کالج کے پائین میں ایک چھوٹا سا قبرستان ہے۔ جو ترکوں کے نزدیک اس وجہ سے
 زیادہ مقدس مانا جاتا ہے کہ اس میں وہ ترکی بہادر مدفون ہیں جنھوں نے اپنے
 پہلے یوہدین زمین پر قدم رکھ کر شہادت کا رتبہ حاصل کیا تھا اسکے آگے بانٹا
 کی گھاٹی نظر آتی ہے اور وہیں بویاجیکی کوئی گاگا فون واقع ہے۔
 اسیرگان | اس مقام پر اسماعیل پاشا مرحوم خدیو مصر کا گرامی محل ہے
 آبنائے استینیہ | آبنائے استینیہ اس وجہ سے مشہور ہے کہ یہاں زمانہ سابق میں

Mr. C. Robert. Rev. Cyrus Hamlin, D.D.

کالج کی عمارت کے اوپر پہاڑ کی چوٹی پر حاجی بکتاش ولی کا تکیہ ہے۔ جہاں اس مشہور فرقہ کے
 درویش اقامت پذیر ہوتے ہیں۔

Boyajikeui Baltaliman.

یہے مکانات کو ترکی میں بالی کہتے ہیں۔

Bay of Stenia.

سب سے بڑی لڑائیاں ہو چکی ہیں۔

نیو کوئی | یونانیوں اور آرمینیوں کا خوشگوار گرمائی مقام ہے آبادی سے کچھ فاصلہ پر سمندر کے کنارے سفارت آفس کا گرمائی مکان بنا ہوا ہے ایک شاندار اور پرفضا عمارت ہے۔

ہلرا بلیہ | اس سے مٹنیکے بعد طرابیہ کا گائون واقع ہے قسطنطنیہ میں جب گرمی کی شدت زیادہ ہو جاتی ہے تو عموماً امراء اور وساجو دوسرے مقامات پر بغیر غنیمت جاتے کی استقامت رکھتے ہیں یہاں پہلے جاتے ہیں۔ یہاں کا نظارہ نہایت پر لطف اور آب و ہوا نفیس ہے۔ کیونکہ بحر اسود سے جو سرد ہوائیں چلتی ہیں ان سے طرابیہ کے باشندے اطف اٹھاتے ہیں۔ سفیر جرمنی کے موسم گرمی میں رہنے کا محل بھی اسی مقام پر بنا ہوا ہے ایک ہوٹل بھی یہاں موجود ہے جس کا نام سمیریلین ہوٹل ہے۔ اٹلی فرانسیسی۔ دانگیزی سفروں کی موسم گرمی میں رہنے کے محلات بھی اس جگہ بنے ہوئے ہیں۔ انگریزی سفارت خانہ عین آبائے باسفورس کے دہانہ پر نظر آتا ہے۔

میو کدرہ | میو کدرہ کی گھاٹی (میو کدرہ کے معنی بڑے کے ہیں) یہ آبائے باسفورس کے سمت یورپ میں سب سے بڑی گھاٹی ہے جو پہاڑیوں کو آپس میں تقسیم کرتی ہے۔ میو کدرہ کے گائون میں سفیر روس کا شاندار گرمائی محل بنا ہوا ہے۔

Blacksea.

۷۷

Therapia

۷۷

Buyukidereh.

۷۷

Summerpalace Hotel

۷۷

یہاں ایک عمدہ گودی ہے جہاں موسم گرما میں شام کے وقت بیٹھ جیتا ہے۔ گاؤں کو پیچھے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر دیکھنے سے دور دور کا منظر نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ گھٹانے کے بعد اس طرف خزانہ آب ہے جس کو سلطان محمد نے تعمیر کرایا تھا۔ اگھاٹی کے اوپر بلگرید کا جنگل ہے۔ جہاں بہرا در باسفورس میں پانی پہنچانے کے پانی کے خزانے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن آج کل زیادہ تر جھیل بڑھ کر گڑھے بن گئی ہیں۔ پانی بہہ بہتا ہے۔ جو بحر اسود کے قریب واقع ہے۔ علاوہ ان میں فرار بڑا اور نی محمد اور روسلی قواغ بھی مشہور گاؤں ہیں۔ آبنائے باسفورس کے معمولی جہاز قواغ سے آگے نہیں بڑھتے پاتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں بوقت ضرورت ایک زنجیر کے ذریعہ سے قواغ پر سے ڈالی جاتی تھی آبنائے باسفورس کا راستہ بند کر دیا جاتا تھا۔ ایک رشتی کا سینار عین آبنائے باسفورس کے دہانہ پر بننا ہوا ہے جو سامی میں پہاڑیوں کے خطرہ سے آگاہ کرنے کی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔

روا | رواسمت ایشیائی پر واقع ہے۔ یہ مقامات انگریزی کپتانوں کے زیر نگرانی ہیں قسطنطنیہ اور اس کے مضافات میں اس قدر عمدہ اور بر فضا اور تفریح کے مقامات ہیں کہ ان رب کا فردا فردا ذکر ناموجب طوالت ہے

Lake Dercos ۵۳ Belgrade ۵۴ Aqueduct. ۵۵

Yeni Mahallah. ۵۶ Mezari Burnu. ۵۷

Riva. Roumeli Kavak ۵۸

ہفتہم

قصر شاہی طولمہ باغچہ وغیرہ کی سیر

اور قسطنطنیہ سے روانگی

۳۴ فروری ۱۹۱۷ء | ایک ملازم شاہی کے ہمراہ قصر شاہی طولمہ باغچہ پر راند ہوئے۔ قصر شاہی کے دروازہ پر پہنچ کر اُس نے ہمارے محل میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کی۔ جس وقت ہم اس محل میں داخل ہوئے اس وقت خفیف بارش ہو رہی تھی ہم جلد جلد قدم پڑھا کر ہر آدھ گھنٹہ پہنچ گئے یہاں کی عمارت کی خوبی۔ باغ کی آرائشی کمروں کی پیش قیست، سامان سے سجاول اور خوب صورتی تحریر میں لافی شکل ہے۔ حمام چینی میں صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ مختلف مقامات کی سیر کرتے کرتے ہم لب سمند یا ایک کمرہ میں جا کر بیٹھے قہوہ طلانی حواہنگار پیلیون میں پیش کیا گیا پیش قیست سگریٹ کیس میں سگریٹ کی تواضع کی گئی۔ ہم قہوہ نوشی میں مصروف تھے کہ ایک خواجہ ہمارے دفعتہ ہم کو یہ شخص سب سے شانی کہ سلطان اسلم ہجواریابی کا شرف بخشے والے ہیں۔ ایک ترک کی افسر ہم کو اپنے ہمراہ لے جانیکے لئے آئے ہم نہایت ادب سے سلطان ان اعظمیہ المونین کی عزت میں حاضر ہو کر آداب بجالائے سلطان اعظم نے ہمراہ ہم سلطان کی ہم کو بیٹھنے کا حکم دیا اور زبان کے ذریعہ سے گفتگو فرمائی اور تقریباً

۱۰ بجے زبان میں اس کو طولمہ باغچہ لکھتے ہیں۔ لیکن اس کا لفظ دوسرا باغچہ کرتے ہیں

بینٹل سنت تک شرف باریابی بخشنا۔ ہم نہایت ادب سے شکریہ ادا کر کے آداب
بجالائے اور رخصت ہو کر اُسے قدم کمرے سے باہر ہوئے اور محل کی ترکی افسر
سلطانی سے ہم کو اچھی طرت پیر کر وائی۔

قصر طولیہ پانچ بجے کو۔ امرا اور اہل الجبہ خان نے ۱۵۳۳ء میں یہاں پر آکر رہا کر دیا۔ یہ
قصر اس قدر خوشنما ہے کہ اگر اس کو بحرِ اسفند میں کہا جائے تو نہایت زیادہ ترنگہ
لب سمندر وان ہوگا۔ اس کا منظر دیکھنا کہ جس طرح اس سمندر میں ایک سیاح
اند تک پہنچ گیا۔ کچھ کی پانچ۔ اس قصر کے اطراف میں باغ اور باغین ہیں اور
سمندر سے اس کا اندرونی منظر صاف ہو رہا ہے نہایت خوشنما نظر آتا ہے۔

محل کی چار تون میں سب سے زیادہ شاندار وہ ہے جو کہ جس میں تخت سلطانی
رکھا ہوا ہے اور نہایت بزرگی کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے جس کے سٹون کہا جاتا ہے کہ
مجموعی محانا سے اس کا منظر مالِ بورپ میں بھی نہیں ہے اور اسی مقام پر مشہور جہان
سے ملاقات کی جاتی ہے محل سے سطح سمندر تک سنگ مرمر کی خوبصورت سیڑھیاں
بھی ہوئی ہیں اس محل میں سلطان عبدالحمید خان نے شہنشاہِ جہنمی کی ۱۵۹۴ء
میں دعوت کی تھی

ایک زمانہ میں سلطان عبدالحمید خان اور سلطان عبدالغفری خان اسی
محل میں سکونت گزین تھے ۱۵۹۴ء میں سلطان عبدالغفری خان اسی مقام پر محل

کئے گئے تھے۔ جب ہم تمام محل کی اچھی طرح سیر کر چکے تو وہاں سے روانہ ہوئے۔
 شاہی ملازم ہم کو گاڑی تک پہنچانیکے لئے آئے اور سلام کر کے خدمت ہوئے جیسے ہی
 قصر شاہی کے دروازہ سے باہر نکلے اسی وقت دوسرے دروازہ سے سلطان العظم بھی
 مع زما، سوار یوں کے جالوس کے ساتھ برآمد ہوئے اگرچہ اس وقت تمام راستہ چلنے والوں
 کو روک دیا گیا تھا مگر چونکہ ہم محل ہی سے روانہ ہوئے تھے اس لئے ہمارے گاڑی بھی
 جالوس کے ساتھ روانہ ہوئی اس کے بعد سلطان تو ایک طرف ہوا غری کو چلے
 گئے ہم سرحد کو دیکھنے گئے۔

۱۵۔ راستہ میں قصر چراغان پڑتا ہے اور ایک سنگ مرمر کمر پر گزرتا
 ہوتا ہے جو محل چراغان کو یلدر پارک سے ملتا ہے۔ سامنے پہاڑ کی چوٹی پر قصر
 یلدر ہے۔ یہاں ایک کھیتی سارو کے ہیں) یہ ایک بہت بڑا شاندار محل ہے۔
 عمارت کا سلسلہ کو سون تک پھیلا ہوا ہے۔ باغ نہایت خوشنما اور قابل دید ہے۔
 ۱۶۔ سلطان محمود نے بشکطاش کی چوٹی پر ایک بارک بنانا شروع
 کیا تھا جو سلطان عبدالحمید خان کے وقت میں شاہی قیام گاہ اور ایک بڑا محل بن گیا
 تھا اب خالی پڑا ہوا ہے۔ محل میں داخل ہونیکے لئے ایک فرانک فی آدنی ٹکٹ کی
 قیمت دی جاتی ہے محل میں اگر گاڑی جائے تو اس کا محصول کسی فرانک علیحدہ
 دینا پڑتا ہے لیکن اس محل کو بغیر گاڑی کے دیکھنا دشوار ہے کیونکہ کئی پہاڑوں کو

گکھڑ کر یہ قصر تیار ہوا ہے علاوہ برین محل میں جو مختلف عمارات ہیں اُن کے دیکھنے کے لئے علیحدہ علیحدہ ٹکٹ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکے اکثر کمرہ دن کو جہان سلطان اعظم عموماً ملاقات فرماتے یا روزانہ دربار کیا کرتے تھے ان کو منہ بھی دیکھا لیکن قصر کا زیادہ حصہ بیت تھا اور اس میں سنا ان برہمہ میں کروی گلی تھیں بکھر بھی جو کچھ دیکھا اُس کی خوبی معروض تحریر میں آتی شکل ہے کہ بہت خوبصورت اور عالیشان ہیں فرشس و فرنیچر عمدہ اور نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔ مردہ جانوروں کا ایک عجائب خانہ بنا ہوا ہے اور ہر قسم کے زعمہ جانور پارک میں جا بجا رہتے ہیں طرح طرح کے تالاب اور جھن اور پہاڑیاں بنی ہوئی ہیں جن کا دیکھنے سے تعلق ہے۔ اس محل میں سے سلطان عبدالحمید خان ثانی کو کسی باہر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی صرف رمضان المبارک میں مسجد خرقہ شریف کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے جو قدیم محل سلطنت میں واقع ہے اور جمعہ کو مسجد حمیدیہ میں جس کو محل کا خزانہ ہی خیال کرنا چاہئے سلامتی کی رسم ادا فرماتے تھے۔ اور عیدین کو قصر طواغیہ باغچہ شریف لے جایا کرتے تھے۔

سلطان عبدالحمید خان کے عہد حکومت کے حالات یاد کر کے اور محل طواغیہ کی موجودہ بے کسی کی حالت دیکھ کر ہر دل بھرا یا اور دنیا کی بے وفائی اور شان کبریا کی نظر آگئی **لَعَنَ مَنْ تَشَاوَدَ لَ مَنْ تَشَاءَ** خدا سے تعلیٰ خاتمہ بالخیر کہے۔ وہی کے وقت میں مسجد حمیدیہ میں نماز ادا کی اور حال سجادہ صائب طریقہ شادابی سے

جو سلطان عبدالحمید خان کے بہت مقرب تھے ملے سجادہ صاحب باوجود جوانی
 جو نیکے صالح اور پیر کامل ہیں۔ ان کی خانقاہ نہایت عمدہ مقام پر بنی ہوئی ہے۔
 ان سے ہم نے اور اوشا ولیہ کی اجازت حاصل کی اور انھوں نے ہم کو بطور
 کتاب انوار القدر سید اپنے والد ماجد الاستاد ابن الاستاد محمد بن محمد حسن ظافر
 کی مرتب کردہ عنایت فرما کر ہم کو ممنون احسان فرمایا۔

جمعہ ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء آج صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم مختلف اجاب سے ملے

کئے کل یہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ ہے سامان سفر کی درستی میں مصروف رہے
 خانقاہ درویشان مولویہ میں جمعہ کی نماز ادا کی اور محفل حال و حال میں شریک ہو
 عجیب لطف آیا جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ سجادہ صاحب سے فتویٰ شریف کی اجازت
 حاصل کی وہ نہایت با اخلاق اور تبرک نوع و درویش ہیں۔

شام کے چہ بجے سلطان اعظم نے اپنے ایک افسر خاص حبیب ہادیون
 ابراہیم آئندی کے ہاتھ ایک عطیہ ہمارے پاس روانہ فرمایا پیراپلیس ہوٹل کے قریب
 روم جن میں ان کو نہایت اعزاز سے بٹھایا بیٹھنے کے بعد انھوں نے سلطان اعظم
 کی جانب سے ہر گودھا پہنچائی بعد ازاں ایک ہنڈیگ میں سے نکال کر مبارک تحفہ
 انھوں نے ہمارے ہاتھ میں دیا ہم نے کھڑے ہو کر نہایت تعظیم کے ساتھ تحفہ سلطانی
 سر پر رکھا پھر چرم کراٹکھوں سے لگایا اور سلطان اعظم خلیفۃ المؤمنین کی عنایت و
 شفقت کا جو انھوں نے ہم پر مبذول فرمائی تھی وہ دل سے شکر یہ ادا کیا اور زبان

فریج بین گفتگو کرتے رہے۔ افسر مدوح تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد رخصت ہو کر
میرے لئے ایک سگریٹ کا پیش قیمت طلائی بکس وغیرہ کھربا کے سگریٹ بولڈر
کے اور بیگم سر بلند خباک کے لئے ایک طلائی مرصع گھنٹہ جس میں الماس کی سوئی لگی
ہوئی تھی سلطان المعظم نے عطا فرمائے۔ سلطان المعظم کی بہہ سرفرازی تمام پیرا
پیس ہوٹل میں مشہور ہو گئی اور عطیہ شاہی کی شہرت تمام مقامات پر ہو گئی جس کی
خبر سن کر بہت لوگ ہکومبارک بادوینہ آئے۔ قیام متطنطنیہ کے وقت اکثر
اخبارات نے بھی ہمیں مسافرخیاں کر کے ازراہ مہربانی اپنے خیالات کا اظہار وقتاً
فوقاً ہمارے متعلق کیا۔ ان میں سے اخبار عربی کلمۃ الحق کے آخری آرٹیکل کا ترجمہ
ہدیہ ناطرین کیا جاتا ہے۔

ترجمہ

منقول از اخبار عربی کلمۃ الحق۔ استنبول

مورخہ ۲۱ محرم ۱۳۲۱ھ | چند روز ہوئے ہیں کہ فاضل اجل اور مقنن ہولوی

تہذیب انسانی مع انجی بیگم صاحبہ کے (فندق پیرا بلاس) میں تشریف فرما ہیں۔ جو

مسلمان اور ملحد ہندو کے ایک ذمی وجاہت شخص ہیں۔ ان کا استقبال بیان کے

بڑے بڑے عالم اور ذمی وجاہت اشخاص اور پاکدامن بی بیوں نے کیا اور پھر

بغیر کسی شائبہ کے ان کی مجلس عالیہ میں شریک ہوئے۔ جن کی شرکت کو یہاں کے حکام

ذی اقتدار نے باعث فخر سمجھا اور آپ مدرسہ المحقوق اور المحاکم میں تشریف
فرمایا ہوئے بعد ملاحظہ نہایت اظہار خوشنودی فرمایا۔ صاحب موصوف نے تفصیل علوم
یورپ میں کی پھر نصر تشریف لے گئے تھے۔ جہان آپ کے والد اجد گورنٹ
انگریزی کی جانب سے عدالتوں کی نتیج کے واسطے مامور تھے اور یہاں رہاں عجلا
کی تکمیل کی پھر منہ و نشان کا قصد فرمایا تھا جہاں پر علم و فضل کے موافق بڑا مرتبہ
حاصل کیا ہے۔ ہم اسی خبر کو سن کر صاحب مقرر کے یہاں گئے اور ملاقات کر سیکے ہیں۔
آپ کو مہنے وسیع المعلومات اور صاحب الرائے ذہین مجددار پایا اب ہم خدا سے
مدد مانگتے ہیں کہ ایسے فاضل ہمیشہ عثمانی سلطنت میں آیا جایا کریں۔ آپ گل سفر
یورپ کا کرنے والے ہیں جہاں براپ نے علوم حاصل کئے خدا آپ کو یہ سفر مبارک
کرے اور نیک توفیق دے۔

۵ فروری ۱۸۷۸ء | پیر نکاح قسطنطنیہ سے روانگی کا قصد ہے اسوجہ سے
ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم جہاز کا انتظام کر سیکے لئے گئے۔ جہاز کانگٹ وغیرہ
ایجنٹ لگ کمپنی کی معرفت خرید کیا۔ پیر اپریل ۱۸۷۸ء سے لیج کہا نیچے بعد ہم
ہوئے اور پیر کی عمارت اور بازارات پر ایک آخری نظر ڈالتے ہوئے چار بجے تمام
کے جہاز میں سوار ہو گئے۔ قسطنطنیہ میں باوجودیکہ قلیل عرصہ تک قیام رہا مگر
سلطان اعظم خلیفۃ المومنین کی شانہ عنایات ہم کو برابر یاد آتی رہیں گی اور

ریبان سے روانگی کا ہکو بہت سنج ہے شام کے سات بجے جہاز روانہ ہوا اور صبح
 تک ہم ڈک پر سے قسطنطنیہ کی عمارات اور گولڈن مارن کے منظر کو تارون کی شہنشاہی
 میں دیکھتے رہے۔ اس جہاز کا نام جس پر ہم سوار ہوئے، سینٹ مارگریٹ تھا
 اور وہ میکڈوئل لائن کا جہاز تھا۔ یہ جہاز ایسا عمدہ اور صاف نہ تھا جیسا کہ
 بڑی کمپنیوں کے جہاز ہوتے ہیں گو کہ کمپنی کے ایکسپٹ نے ہکو اس امر کی اطلاع
 نہیں دی کہ یہ جہاز کچھ اچھا نہیں ہے اگر ہم سوار ہونے سے پیشتر جہاز کو دیکھ
 لیتے تو یہ بدقت پیش نہ آتی مگر قیمت ہے کہ کہنا اچھا ملا ورنہ بہت تکلیف پڑتی
 اس جہاز پر کچھ زیادہ مسافر سوار نہ تھے ہکو ایک بڑی کمپن قیام کے لئے ملی
 جہاز کے ملازمین صرف یونانی زبان بولتے تھے اور کچھ شایستہ بھی نہ تھے شکو
 ہم آرام سے سو گئے۔ اور صبح اپنے روزنامہ پریات کے اس حصہ کو میٹھاں ختم کرتے ہیں۔



